

مؤسس
وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشۂ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ
حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

فائل 1989ء

دسمبر

www.muftiakhtarrazakhan.com
پیشکش تاج الشریعہ فاؤنڈیشن
Taj-ush-Shari'ah Foundation Karachi, Pakistan
0092 303 2886671 /makhtarraza1011



وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

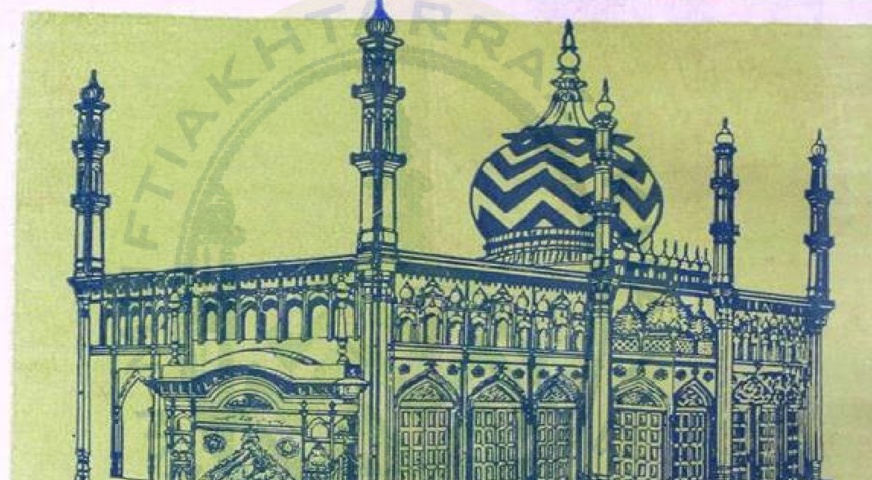
تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

بریلی شریف

ماہنامہ

سنی دنیا



ونگراں:

تی اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری

مدیر:

عبدالنعیم عزیزی

بیادگار: حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ
بظلِ عاطفت: حضور مفسرِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ

ماہنامہ سنّی دنیا بریلی شریف

جلد نمبر ۷ ______ شمارہ نمبر ۸
دسمبر ۱۹۸۹ء جمادی الآخر ۱۴۱۰ھ

ایڈیٹر: عبدالنعیم عزیزی

مقامِ اشاعت: ۸۲ سوداگران رضانگر
بریلی شریف

مطبوعہ: سائمہ آفسیٹ پریس خواجہ قطب
بریلی شریف

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ
۸۲ سوداگران رضانگر، پوسٹ بکس ۲۳۵
بریلی شریف

شرح خریداری
قیمت فی شمارہ — ۵/=
سالانہ —— ۵۰/=
غیر ممالک سے — ۲۲۰/=
رجسٹرڈ پوسٹ نمبر بی آر ۱۵۷
رجسٹریشن نمبر
REGD NO 117 (82)
Vol 3
فون نمبر: ۷۴۱۶۶

اگر اس دائرے میں سُرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیں کہ آپ کا زرِ تعاون ختم ہو چکا ہے۔
براہ کرم آئندہ کے لیے زرِ تعاون ارسال فرمائیں۔
(مینیجر)

عبدالنعیم عزیزی

بابِ سخن

رام مندر کا سنگ بنیاد — بابری مسجد کا جو معاملہ خاموش پڑا ہوا تھا ۱۹۸۶ء میں مسٹر راجیو کے سا تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد ہلچل و طوفان میں بدل گیا۔ نانا نے تالا لگوایا تھا۔ نواسہ نے تالا کھلوایا اور مورت رکھوایا۔ اور ٹیلی ویژنوں پر اس کی نمائش کرا کر مسلمانوں کے حوصلوں کو پست کیا اور انہیں ذلیل و رسوا کیا اور مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھانے کے لیے اکثریتی فرقہ کے حوصلوں کو خوب خوب بلند کیا۔ ملک میں نئے فرقہ پرست پارٹیوں اور فسطائی قوتوں کا جنم — وشو ہندو پریشد بجرنگ دل، وِدیارتھی پریشد، شیوسینا، ہندو مہاسبھا، آر۔ ایس۔ ایس اور اس کے نواسے بھارتیہ جنتا پارٹی کی سرگرمیاں احتجاجات، جلسے جلوس۔ پارلیمنٹ و اسمبلی میں بحثیں، مقدمہ بازی، کورٹ کی بیٹھک، جگہ جگہ فسادات، مسلمانوں کا قتل و خون — اور حکومت کا دلاسہ و تسلی — بالآخر وہی ہوا جو حکومت اور ملک کی فرقہ پرست جماعتیں چاہتی تھیں۔ ایودھیا میں ۹ نومبر کو رام مندر کا سنگ بنیاد رکھدیا گیا۔

۹ نومبر سے پہلے ریڈیو، ٹی۔ وی اور اخبارات نے اعلان کیا کہ مسجد کے چاروں طرف حصار کھینچ دیا گیا ہے۔ سخت حفاظتی پہرہ ہے۔ کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ لیکن بجائے پرندوں کے درندوں کا جتھا ملک کے گوشہ گوشہ سے ایودھیا پہنچ رہا تھا وہ بھی حکومت کی محافظت میں۔ بالآخر مسجد سے سو میٹر دور ویدک جاپوں اور منتروں کیساتھ مہنتوں، سادھوؤں، مختلف سنگھوں سبھاؤں پریشدوں، دَلوں اور ریلیوں کے لاکھوں والنٹیروں کی موجودگی میں شیلانیاس یعنی سنگ بنیاد رکھدیا گیا اور ہزاروں لاکھوں سیوک و سوتم سیوک حصار توڑ کر مسجد اور مسجد کے حدود میں داخل ہو گئے۔ حفاظتی دستہ خاموش رہا۔ شنکھ بجتے رہے، تالیاں پٹتی رہیں۔ اشتعال انگیز نعرے لگتے رہے اور راجیو ٹی۔ وی پر تماشہ دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے رہے۔ بالآخر راجیو نے بھی اعلان کیا۔ اب بھارت میں رام راجیہ قائم ہوگا اور فوراً آر۔ ایس۔ ایس کے مرکزی شہر ناگپور روانہ ہو گئے۔ شاید بالآخر ا یورس کا آشیرواد لینے اور کانگریس کو اکثریتی فرقہ کا ووٹ دلانیکی اپیل کرانے۔

دوسری طرف فیض آباد کے ٹاٹ شاہ مسجد سے جب امن مسلمانوں کا جلوس ایودھیا کیلئے

روانہ ہوا تو چھ سو سے زائد لوگوں کو گرفتار کر کے جیل ڈال دیا گیا۔

غرضیکہ پورے بھارت کا مسلمان خون کے آنسو رو رہا تھا اور راجیو چین کی بنسی بجا رہا تھا۔ پاکستان بنگلہ دیش، سعودی عرب اور ایران سے احتجاجات بلند ہوئے تو حکومت اور حکومت کی پروردہ فرقہ پرست جماعتوں کے سینوں میں آگ لگ گئی۔ فیض آباد، ایودھیا، کانپور، سلطانپور، بنارس، علی گڈھ بدایوں، اندور، بھاگلپور اور صوبہ بہار کے متعدد مقامات پر کسقدر سنگین حالات پیش آتے۔ جہاں زیادہ تر مسلمانوں ہی کا لہو بہا ہے۔ مسلمانوں کے گھر و دکانیں نذر آتش ہوئی ہیں۔ اور وہ حفاظتی دستہ اور پولیس جو ایودھیا کا حصار توڑنے والوں کو کچھ نہ کہہ سکے اُسی پولیس اور فورس نے نہتے مسلمانوں پر گولیاں برسائی گئی ہیں۔

مسلمان - ہائے مسلمان

ملک میں ابتک یعنی ۴۲ سالوں میں آٹھ ہزار سے زائد فسادات مسلمانوں پر مسلط ہو چکے ہیں۔ یعنی ہر ڈیڑھ پونے دو دن پر ایک فساد۔ اس سال ابتدائے اگست سے ابتک پچاسیوں فسادات رونما ہو چکے ہیں۔ اندور میں دو بار، بھاگلپور میں بھی دو بار۔ بھاگلپور میں مسلمانوں پر جو ظلم ہوا اور ہزاروں لاشیں خاک و خون میں تڑپیں اسکی مثال انگریزی دور حکومت سے لیکر اب تک نہیں ملتی۔ اس پر بھی راجیو نے بھاگلپور کے افسران کو کچھ نہ کہا۔ حتیٰ کہ ان کو کچھ بھی نہ کہا۔

بدایوں جو ہمیشہ امن کا شہر رہا وہاں شہر میں، شہر کے آس پاس مضافات میں یہاں تک کہ ٹرین روک کر جو قتل عام کیا گیا وہ بھی بھارت کی تاریخ کا ایک کالا اور شرمناک باب ہے۔ یہ سب تو ہو رہا ہے اور ہوتا رہیگا لیکن مسلمانوں نے ان فتنوں کو روکنے اور خود بھارت میں اسلامی کردار کیساتھ باوقار رہنے کے لیے کیا کیا۔ خواص نے کیا کیا۔ عوام نے کیا کیا — اب تو بے عملی، بیحیائی، بے پردگی عیاشی و فحاشی مسلمانوں میں اور بڑھ گئی ہے۔ مسلمانوں کے اندر ذات برادری علاقہ، مولوی، غیر مولوی وغیرہ کا انتشار پھیلا رہا ہے۔ چند سکوں کی خاطر۔

بدایوں میں حضور علامہ ازہری صاحب نے دوبار ریلیف پہنچائی۔ ان کیساتھ وہاں گیا۔ عجیب عالم دیکھا۔ دکانیں جو لٹ گئی تھیں۔ ان کو بناتے وقت دکاندار ٹی۔ وی دیکھ رہا تھا اور محلے کے لڑکے بھی بھیڑ لگاتے کھڑے تھے۔ اس طرح کے کتنے مناظر دیکھے۔ مسجدیں آج بھی اسی طرح سونی تھیں جیسے پہلے تھیں۔ لگتا ہے کچھ ہوا ہی نہیں۔ لوگوں نے تبلایا کہ ہنگامی حالات میں کرفیو کے دوران بھی مسلمان دل کھول کر ٹی۔ وی دیکھتا رہا اور بہانے کرتا رہا کیا کروں وقت کیسے کاٹوں، مسجد جا نہیں سکتا۔ اب گھر میں کیا نماز پڑھوں اور آس پڑوس کے مرد و عورت بچے جس کے یہاں ٹی۔ وی نہیں تھی وہ خطرہ مول لیکر دوسرے گھروں میں ٹی۔ وی دیکھنے پہنچ جاتے تھے۔ مسلمان اب بھی سمجھنے اور سنبھلنے کی کوشش نہیں کر رہا ہے۔ ظاہر ہے آگے کیا انجام ہوگا۔

کہاں تک لکھوں۔ کیا کیا بتاؤں، کیا کیا سناؤں، بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ — شکستہ قلعوں کی از سر نو تعمیر تو ہو سکتی ہے۔ ہارا ہوا مورچہ اور ہاری ہوئی جنگ دوبارہ جیتی جا سکتی ہے رات کے بھٹکے ہوئے قافلہ کو صبح راستہ مل سکتا ہے۔ لیکن جب پوری قوم (باقی ص ۲۶ پر)

کلامِ امام

اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ والرضوان

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں
نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

یادِ گیسو ذکر حق ہے آہ کر
دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا

ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز
چہچہا کہرام ہو ہی جائے گا

سائلو دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

یادِ ابرو کر کے تڑپو بلبلو
ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

مفلسو! ان کی گلی میں جا پڑو
باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

گر یونہی رحمت کی تاویلیں رہیں
مدح ہر الزام ہو ہی جائے گا

بادہ خواری کا سماں بندھنے تو دو
شیخ درد آرام ہو ہی جائے گا

غم تو ان کو بھول کے لپٹا ہے یوں
جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا

مٹ کے گر یونہی رہا قرض حیات
جان کا نیلام ہو ہی جائے گا

اب تو لائی ہے شفاعت پر عفو
بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

ضیائے قرآن

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! یہ سارے توحید والے اور دیگر لوگ اس وقت تک مومن نہ ہوں گے۔ جب تک کہ تم کو اپنا حاکم نہ مانیں۔ اپنے سارے اختلاف وجھگڑوں میں پھر تمہارے فیصلے سے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور رضا وتسلیم اختیار کریں۔

پتہ چلا کہ صرف توحید کا ماننا ایمان نہیں ہے اور تمام چیزوں کا ماننا ایمان نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم ماننا ایمان ہے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۔

لوگوں میں بعض وہ (منافق) بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت پر ایمان لائے مگر وہ مومن نہیں۔

دیکھو! اکثر منافق یہودی تھے۔ جو خدا کی ذات وصفات اور قیامت وغیرہ کو مانتے تھے مگر انہیں رب تعالیٰ نے کافر فرمایا کیونکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے تھے۔ اس لیے انھوں نے اللہ کا اور قیامت کا نام تو لیا۔ مگر حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لیا۔ رب نے انہیں مومن نہیں مانا۔ فرماتا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝

جب آپ کے پاس منافق ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ بھی جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔

پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف زبانی طور پر معمولی طریقے سے مان لینے کا دعویٰ کر دینا مومن ہونے کے لیے کافی نہیں۔ انہیں دل سے ماننے کا نام ایمان ہے۔

سبحان اللہ! قول سچا مگر قائل جھوٹا۔ کیونکہ یہاں دل کی گہرائیوں سے دیکھا جاتا ہے۔

ما وروں را بنگریم وحال را
ما بروں را ننگریم وقال را

ہا

بہارِ حدیث

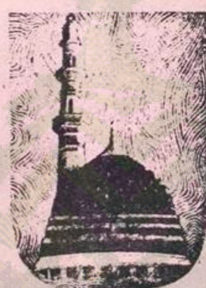
(۱۲ / ۱ / ۸)

صحیح حدیث شریف میں سیدنا وابن سیدنا امام محمد بن حنفیہ صاحبزادہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہا سے مروی۔ میں نے اپنے والد ماجد کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں بہتر کون ہے۔ فرمایا، ابوبکر۔ میں نے عرض کی پھر کون ؟ فرمایا، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین۔

۲۔ امام بخاری اپنی صحیح اور ابن ماجہ سنن میں بطریق عبداللہ بن سلمہ، امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے تھے۔

بہترین مردم بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر ہیں اور بہترین مردم بعد ابوبکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ہذا حدیث ابن ماجہ)

۳۔ امام ابن القاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل بلخی "کتاب السنۃ"



میں راوی۔ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انہیں حضرات صدیق اکبر وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتاتے ہیں یہ سن کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ حمد وثنائے الٰہی بجالائے۔ پھر فرمایا اے لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ

مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتے ہیں اس بارے میں اگر میں نے پہلے سے حکم سُنا دیا ہوتا تو بیشک سزا دیتا۔ آج سے جسے ایسا کہتے سنونگا وہ مفتری ہے۔ اس مفتری کی حد یعنی اسّی کوڑے لازم ہیں۔ پھر فرمایا۔ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل اُمت ابوبکر ہیں۔ پھر عمر پھر خدا خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد کون سب سے بہتر ہے۔ علقمہ فرماتے ہیں۔ مجلس میں سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ اُنھوں نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

باب الاستفتاء

از: حضرت علامہ مفتی اعظم محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام نے جمعہ کی نماز پڑھانے سے صاف انکار کیا اور چلا گیا۔ نماز جمعہ فرض نہیں ہے۔ اس کو انکار کرنے والا کیا ہوا۔

۲۔ امام نے تراویح کی نماز پڑھانے سے انکار کیا اور کہتا ہے کہ مسجد میں جماعت سے پڑھنے سے کیا ہوگا جاؤ اپنے اپنے گھروں میں بھی نماز ہوتی ہے کہکر ہم سب کو روانہ کیا اس روز مسجد میں نماز تراویح نہیں ہوئی۔ مسجد کو بند کر کے امام کے حکم پر گھر میں پڑھنا صحیح ہے۔ اگر نہیں ہے تو امام کا کہنا اور سوچنا بیکار ہے تو شریعت میں اس امام کا کیا مقام ہے۔

۳۔ امام نے نماز پڑھانے کو انکار کرتے ہوئے چلے جانے پر عوام نے دوسرا امام مقرر کر کے نماز جمعہ ادا کی۔ امام کہتا ہے کہ میری اجازت کے بغیر آپ نے نماز پڑھائی آپ لوگوں کی نماز نہیں ہوتی۔ اور نماز عیدین بھی نہیں ہوتی۔ کیا امام کا کہنا صحیح ہے کہ ہم سب لوگوں کی نمازیں نہیں ہوئیں۔ کیا شریعت میں عوام کو امام مقرر کرنے کا حق نہیں ہے۔

۴۔ یہاں پر خالص سنت والجماعت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔ اس میں اشرفی برکاتی رضوی بھی ہیں۔ امام نے بھولے بھالے عوام میں فتنہ وفساد ڈال کر دو گروپ میں پھوٹ ڈال دیا۔ امام کہتا ہے تم سب وہابی ہیں۔ کیا امام کے کہنے سے سب سنت والجماعت وہابی ہو گئے اگر یہ غلط ہے تو امام کیا ہوا اسے کیا کرنا چاہیے۔ کیا ایسا امام ہم سب کا سلطان وحاکم ہے۔ وہ کہتا ہے میں آپ سب کا سلطان ہوں۔ صرف میں ہی ایک مومن ہوں۔ تم سب فاسق ہو۔

ان سب سوالوں کا جواب صحیح اور مدلل لکھ کر روانہ کریں۔

المستفتی

داؤد خاں معرفت عبد القادر

شیگاؤں ضلع۔ کیو۔ ڈبلو۔ یو

کرناٹک

الجواب ۷۸۶/۹۲

(۱،۲) نماز جمعہ وتراویح پڑھانے سے امام نے کیوں انکار کیا۔ اگر کوئی معقول ومقبول وجہ ہے تو بیان کرے۔ ورنہ وہ ضرور ملزم ہے۔ جب کہ کوئی اور لائق امامت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

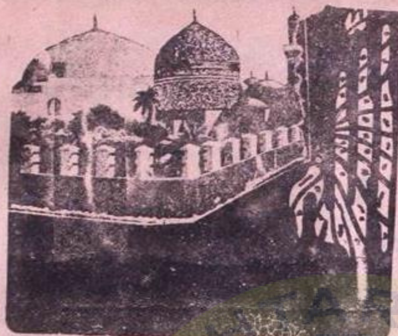
۳۔ امام جمعہ حاکم الاسلام یا اس کا ماذون یا ماذون کا ماذون ہونا

ہونا ضروری ہے۔ اور آج کل حاکم اسلام کے قائم مقام ہو۔ شہر کا سب سے بڑا عالم سنی صحیح العقیدہ مرجع فتویٰ ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے عوام کا امام جمعہ مقرر کرنا درست نہیں تو اس صورت میں نماز جمعہ اذن کے مقرر کردہ امام کے پیچھے سلامت نہ ہوگی۔ حدیقہ ندیہ میں ہے۔ اذا خلی الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالامور کلہا موکلۃ الی العلماء ویصیرون ولاۃ لہم الخ درمختار میں ہے۔

نصب العامۃ لا یخطب غیر معتبر مع وجود من ذکر اما مع عدمہم فیجوز للضرورۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ اگر یہ واقعہ ہے جو تحریر ہوا تو امام سخت گناہگار مستوجب نار حق اللہ اور حق العباد میں گرفتار ہے۔ اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر واقعہ اس کے برخلاف ہے تو امام پر الزام نہیں بلکہ ملزم وہ ہے جو بلا ثبوت شرعی الزام دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں اس مسئلے میں علمائے دین شرع متین نماز یا کوتی اور کام بلانیت کے لیے



ہوتا ہے یا نہیں۔ ایک دن ایک شخص نے اپنی والدہ سے جھگڑنے کے دوران بلانیت غصہ کی حالت میں پندرہ بیس بار طلاق طلاق کہا۔ بلکہ بی بی سے کوئی لڑائی جھگڑا کبھی نہیں ہوا تھا بی بی کمرے میں اندر سو رہی تھی لڑکی کے والدین جب لینے آئے تو لڑکی نے کہا میں نہیں جاؤں گی مجھے طلاق نہیں ہوئی ہے۔ یہی میکے میں کہتی رہی ہے پندرہ بیس دن تک۔ اب کہتی ہے کہ طلاق ہوگئی ہے۔ کیا لڑکی کے کہنے سے طلاق ہوجاتی ہے۔ اب لڑکا اپنے کیے ہوئے الفاظ کو جھٹلا کر کہتا ہے کہ میں نے والدہ سے کہا تھا کہ میں طلاق دیدوں گا۔ کیا لڑکا یا اس کے گھر والے یا لڑکی یا اس کے علاوہ جس نے سنا ہے وہ بیان پلٹ رہے ہیں۔ اس میں لڑکا یا سننے

والے یا گھر والے یا لڑکی یا اس کے گھر والے بھیجدیں تو اس کا گناہ کا حقدار کون ہوگا۔ لڑکی حاملہ ہے ایسی صورت میں طلاق ہوتی ہے یا نہیں۔ ایسی حالت میں عدت کے دن کتنے ہوتے ہیں۔ پورا مسئلہ یہ ہے۔ صاف صاف تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی

محمد تسیمم اسٹمپر ٹکٹ نمبر ۵۲۹۰/۱۶۴۳ ۱۰۳۰ تھری کٹنگ شاپ۔ جنرل شفٹ آرڈی ننس کلورنگ فیکٹری شاہجہانپور

الجواب ۹۲/۸۶۔

فی الواقع اگر لڑکے نے تین بار طلاق طلاق طلاق کہا تو تین طلاقیں واقع ہونے کا حکم ہے۔ جب کہ ماں نے بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیا ہو یا اس مجلس میں کسی طرح طلاق کا ذکر ہوا ہو۔ اس صورت میں نیت پر وقوع طلاق موقوف نہیں کہ

دلالت حال سے نیت معلوم اور اضافت موجود ہے۔ اور دوسرا احتمال مفقود ہے اور وہ مجلس مذاکرہ طلاق کی نہ تھی۔ نہ ماں نے اس سے طلاق کو کہا تھا۔ جب بھی) بحسب ظاہر وقوع طلاق کا حکم ہے کہ آدمی طلاق اپنی بیوی کو ہی دیتا ہے کسی اور کو نہیں دیتا تو عرفاً اضافت موجود ہے۔ اگرچہ لفظاً اضافت موجود نہیں مگر احتمال ہنوز قائم ہے۔ لہٰذا اگر بحلف زید یہ کہہ دے کہ میری نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہ ہوگی اور طلاق کا ثبوت بصورت انکار شوہر گواہان شرعی کی شہادت شرعیہ پر موقوف ہے۔ محض عورت کا بیان نامسموع ہے۔ مگر جبکہ وہ تین طلاقوں کی مدعیہ ہے تو اسے حلال نہیں کہ شوہر کو خود پر قابو نہ دے بلکہ اس سے دور بھاگے اور ایسی صورت میں شوہر کو چاہیے کہ بیوی کو طلاق دے کر بیوی کی گلو خلاصی کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اور ہندہ ایک اسکول میں پڑھتے تھے اور پڑھائی کے دوران زید کو ہندہ سے اور ہندہ کو زید سے محبت ہوگئی۔ دونوں ایک دوسرے کو بیحد چاہنے لگے شادی کا پیغام دونوں کے والدین تک پہنچایا گیا۔ لیکن کسی بنا پر رشتہ طے نہ ہو سکا۔ زید اور ہندہ دونوں بالغ ہیں۔ زید گورنمنٹ کا ملازم ہے۔ زید کے ماں باپ نے زید کا نکاح خالدہ سے کر دیا اور ہندہ کے ماں باپ نے ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا۔ چند دنوں کے بعد ہندہ اور بکر میں کسی رنجش کی بناء پر یا کسی اور بنا پر نباہ نہ ہو سکا۔ بکر نے اپنے رشتہ داروں کے سامنے ہندہ کو تین طلاقیں یعنی طلاق مغلظہ دیدیا۔ ہندہ نے بھی راضی برضا اپنا مہر جو بکر پر تھا اسے معاف کر دیا۔ اب عدت بھی گذر چکی ہے اور ایک سال سے ہندہ اپنے میکے میں بیٹھی ہے۔ ہندہ نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ میرا نکاح زید سے کرا دیجیے۔ لیکن زید کے والد وغیرہ کوئی تیار نہیں زید نے خود اپنی ذمہ داری سے ہندہ سے نکاح کرنے کو راضی ہوگیا۔ ہندہ کے باپ و ماموں اس وقت مسجد کے صدر اور خزانچی ہیں۔ ہندہ کے ماں باپ و ماموں نے دیکھا تو زید اور ہندہ کو گناہ سے بچانے کے لیے دونوں کا نکاح پڑھوا دیا۔ زید کے باپ و بھائی عزیز و اقارب کا یہ کہنا ہے کہ زید نے اپنی شادی والی بیوی سے اجازت لیے بغیر یہ نکاح کیا۔ شرعاً یہ نکاح نہیں ہو سکا اور ہندہ کے باپ و ماموں جو اس وقت مسجد کے صدر ہیں انھوں نے شرعاً خلاف ورزی کی ہے۔ آیا یہ نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں اور صدر اور خزانچی نے کیا شرعی خلاف ورزی کی ہے یا نہیں۔ جبکہ زید دونوں بیویوں سے برابر کا انصاف کرنے کو تیار ہے۔ اور یہ نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں، مع حوالہ قرآن و حدیث سے جواب عنایت فرمائیں۔ کہ ہماری پریشانی دور ہو۔

المستفتی

سید نصیر احمد صدر رسیدی غوثیہ مسجد، بی۔ ایم وائی، چرودا ضلع درگ (ایم۔ پی)

الجواب ۴۸۶/۹۲ ۔ زید کا نکاح ہندہ سے درست ہوا۔ یہ خیال کہ زید کا نکاح ہندہ سے اپنی پہلی بیوی سے اجازت پر موقوف ہے۔ غلط ہے۔ اور اس وجہ سے صدر و خزانچی کو خلاف شرع کا مرتکب ماننا غلط و باطل ہے۔ البتہ زید کو والدین کی اجازت و رضا مندی کا خیال ضروری تھا۔ اور ان کی ناراضگی کا خیال نہ کرنا گناہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری
قادری غفرلہ،
بریلی شریف

کلام حسن

حسن رضا خاں علیہ الرحمۃ

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا
یوسف کو ترا طالب دیدار بنایا
طلعت سے زمانہ کو پُر انوار بنایا
نکہت سے گلی کوچوں کو گلزار بنایا
دیواروں کو آئینہ بناتے ہیں وہ جلوے
آئینوں کو جن جلووں نے دیوار بنایا
وہ جنس کیا جس نے جسے کوئی نہ پوچھے
اس نے ہی مرا تجھ کو خریدار بنایا
اے نظم رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع
تو نے ہی اُسے مطلع انوار بنایا
کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا
کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا
اللہ کی رحمت ہے کہ ایسے کی یہ قسمت
عاصی کا تمہیں حامی و غمخوار بنایا
آئینۂ ذاتِ احدی آپ ہی ٹھہرے
وہ حسن دیا ایسا طرحدار بنایا
انوار تجلی سے وہ کچھ حیرتیں چھائیں
سب آئینوں کو پشت بدیوار بنایا
عالم کے سلاطیں بھکاری ہیں بھکاری
سرکار بنایا تمہیں سرکار بنایا
گلزار کو آئینہ کیا منہ کی چمک نے
آئینہ کو رخسار نے گلزار بنایا
انکے لب رنگیں کی نچھاور تھی کہ جس نے
پتھر میں حسن لعل پُر انوار بنایا

کلام نوری

مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ

کون ایسا ہے جسے خیر الوریٰ نے نہ دیا
کوئی ایسا بھی ہے کیا جس کو خدا نے نہ دیا
آپ کی دین کا منکر ہے ترا ناشکرا
کوئی کافر ہی کہے گا کہ خدا نے نہ دیا
جس کو تم نے دیا اللہ نے اس کو بخشا
جس کو تم نے نہ دیا اس کو خدا نے نہ دیا
آپ کے رب نے دیا آپ کو فضلِ کلی
وہ دیا تم کو جو اوروں کو خدا نے نہ دیا
وہ فضائل تمہیں بخشے ہیں خدا نے جن کا
آپ کے غیر میں امکان بھی آنے نہ دیا
مثل ممکن ہی نہیں ہے ترا اے لاثانی
وہم نے بھی تو ترا مثل سمانے نہ دیا
آپ کے جوڑ کا آتے تو کہاں سے آتے
جب وجود اس کو شہ ارض و سما نے نہ دیا
آدم و نوح براہیم، کلیم و عیسیٰ
ان کو سب کو ملا کیا رب علا نے نہ دیا
باوجود اس کے تمہیں جو ملا ان کو نہ ملا
آپ کا رتبہ کسی کو بھی خدا نے نہ دیا
سب مطالب مرے برآئے کرم سے انکے
کوئی بھی مرے دل کا برا نے نہ دیا
کیسی پُر نور ہے جنت کی فضا اے نوری
پھر بھی طیبہ کا مزہ اس کی فضا نے نہ دیا

GRACETONE 1034

اعلیحضرت فاضل بریلوی کے ایمان و اسلام علم و فضل
تفقہ فی الدین و عشق رسالت پر دیوبندی وہابی
مودودی و ندوی غیر مقلد علماء کی شہادت

امام اہلسنت مخالفین اہلسنت کی نظر میں

الفضل ما شھدت بہ الاعداء

از: علمبردار مسلک اعلیحضرت مجاہد اہلسنت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی پاکستان

یہ بات اپنی جگہ ایک ناقابل تردید اور مسلم حقیقت ہے کہ مخالفین اہلسنت دیوبندیوں، وہابیوں مودودیوں ندویوں نیچریوں رافضیوں غیر مقلدوں کا سیدنا سرکار اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت العلامہ الامام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والاصفات جامع جمیع کمالات سے بغض و عناد دیرائے عناد ہے۔ مخالفین ومنکرین سرکار اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز کے علم وفضل کے عروج وکمال بلندیوں کو نہیں چھو سکتے۔ اعلیحضرت امام اہلسنت کے ادب وعشق رسالت تفقہ فی الدین کی گرد راہ کو نہیں پا سکتے۔

اے رضا روز ترقی پہ ہے چرچا تیرا
اوج اعلیٰ پہ چمکتا ہے ستارہ تیرا
اہلسنت کے دلوں میں ہے محبت تیری
دشمنِ دین کو سدا رہتا ہے کھٹکا تیرا

اکابر دیوبند ونجد نے امام اہلسنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھرپور بغض و عناد اور حاسدانہ اور معاندانہ مخالفتوں عداوتوں کدورتوں کے باوجود اعلیحضرت پر کفر وشرک وارتداد کا فتویٰ نہیں لگایا بلکہ آپ کے ایمان واسلام علم وفضل ادب وعشق رسالت تفقہ فی الدین کی برملا شہادت دی۔ آج کے دور میں نومولود دیوبندی وہابی نجدی مصنفین اور علم وعمر وتجربہ کے اعتبار سے چھوٹے چھوٹے خود ساختہ وحواس باختہ مناظرین اپنے اکابرین کے برعکس سیدنا سرکار اعلیحضرت امام اہلسنت کو معاذ اللہ شرکیہ کفریہ عقائد کا حامل قرار دے کر کفر وشرک کے فتاوی لگا رہے ہیں۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے تو سیدنا اعلیحضرت کا عہد نہیں پایا اگر موجودہ عہد کے نابالغ دیوبندی وہابی مناظرین ومصنفین مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی انور کاشمیری، مولوی محمود الحسن دیوبندی مولوی یعقوب نانوتوی جیسے مسلمہ اکابر دیوبند سے امام اہلسنت سرکار اعلیحضرت کی تکفیر ثابت کر دیں۔ ہم ان کی صداقت کا لوہا مان لیں۔ بلکہ دس ہزار روپیہ



بغداد شریف

لقد انعام دیں گے۔ آج کے دور میں بعض ناعاقبت اندیش نومولود دیوبندی، وہابی مصنفین ومناظرین اعلیحضرت مجدد دین وملت کے تصانیف جلیلہ میں کتر بیونت کرکے آپ کی عبارات میں مجرمانہ خیانت وتصرف کرکے غلط معنی پہنا کر ان عبارات کو کفریہ وشرکیہ مفہوم دے رہے ہیں۔ لیکن اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت قدس سرہ کی حقانیت و صداقت یہ ہے کہ مسلمہ اکابر دیوبند وسہارنپور ومشاہیر ... آپ کے ایمان و اسلام علم وفضل اور عشق رسالت کی شہادت دے رہے ہیں۔ چند اقوال وعبارات اکابرین وہابیہ دیوبندیہ و مودودیہ، ندویہ کی ملاحظہ ہوں۔ الفضل ما شهدت به الاعداء؛

تیرے اعدا میں رضا کوئی بھی منصور نہیں
بے حیا کرتے ہیں کیوں شور بپا تیرے بعد

ملاحظہ ہو اکابر دیوبند اور تمام جماعت دیوبند وغیرہم کیا کہتے ہیں۔

تمام جماعت دیوبند اور مولوی انور کاشمیری محدث دیوبند۔

سابق ریاست بہاولپور (پاکستان) میں ایک مسلمان عورت کا شوہر مرزائی ہوگیا تھا۔ اس پر عورت نے عدالت میں شوہر کے ارتداد کی وجہ سے فسخ نکاح کی درخواست دی۔ مقدمہ دائر ہوا۔ اور اس میں حضرت مولانا انور شاہ صاحب سابق صدر مدرس و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی شہادت کے دوران مرزائی وکیل نے فتویٰ تکفیر کو بے اصل ثابت کرنے کے لیے کہا۔ دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس پر حضرت انور شاہ صاحب نے فوراً عدالت کو مخاطب کرکے فرمایا۔ میں لبطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گذارش کرتا ہوں کہ حضرات (علماء) دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔" (کتاب حیات انور ص ۳۳۳ وروزنامہ نوائے وقت لاہور ۸ جنوری سنہ ۱۹۷۶ء، مضمون "وقت کی پکار" قسط نمبر ۲ از مولوی بہار الحق قاسمی دیوبندی امرتسری)

معلوم ہوا تمام دیوبندی جماعت اور ان کے محدث انور کاشمیری بریلویوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اس لیے ان کی تکفیر نہیں کرتے۔ جب عام سنی بریلوی ان کے نزدیک مسلمان ہیں تو ان کے امام بدرجہ اتم مسلمان ہوئے۔





مولوی اشرف علی تھانوی

حضرت والا (اشرف علی تھانوی) کا مذاق باوجود احتیاط فی المسلک کے اس قدر وسیع اور حسن ظن لیے ہوئے ہے کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی . . . کے بھی برا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر دیر تک حمایت فرمایا کرتے ہیں اور تند و مد کے ساتھ رد فرمایا کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو اور وہ غلط فہمی سے ہم لوگوں کو نعوذ باللہ گستاخ سمجھتے ہوں۔"

(اشرف السوانح جلد ۱ ص۱۲۹)

تھانوی کی تمنائے اقتداء

مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی امرتسری لکھتے ہیں۔ حضرت (اشرف علی تھانوی) فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔

(اسوہ اکابر ص۱۵، چٹان لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء)

عشق رسول کے باعث احترام

" ان (مولوی اشرف علی) کے اخلاق کی عظمت و شرافت کی گہرائی کا یہ عالم تھا کہ مولانا احمد رضا بریلوی زندگی بھر انہیں کافر کہتے رہے مولانا تھانوی نے فرمایا، میرے دل میں احمد رضا کے لیے بیحد احترام ہے۔ وہ ہمیں کافر کہتا ہے۔ لیکن عشق رسول کی بنا پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔"

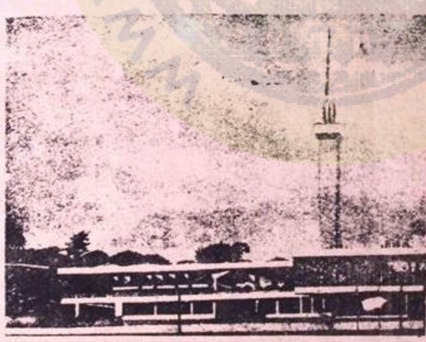
(دیوبندی ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۳ ر اپریل ۱۹۶۲ء)

جواب نماز

" ایک شخص نے (اشرف علی تھانوی) سے پوچھا۔ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟ فرمایا، ہاں (ہو جائے گی) ہم ان کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔"

(قصص الاکابر ملفوظات مولوی اشرف علی تھانوی ص۹۹ مجالس الحکمۃ معروف بہ اربعین مصطفائی مجلس پنجاہ و دوم ص۱۵۰)

ایک سلسلہ گفتگو میں (اشرف علی تھانوی نے) فرمایا کہ دیوبند کا بڑا جلسہ ہوا تھا۔ اس میں ایک رئیس صاحب نے کوشش کی تھی کہ دیوبندیوں



• ملیشیا کی ایک خوبصورت مسجد

ہیں اور بریلویوں میں صلح ہو جائے ہیں نے کہا وہ نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں۔ ہم پڑھاتے ہیں وہ نہیں پڑھتے تو ان کو آمادہ کرو۔"

(الاضافات الیومیہ جلد ۵ ص ۲۳۰)

دعائے مغفرت

"حکیم الامت شاہ اشرفعلی تھانوی صاحب کا قول ہے کہ کسی بریلوی کو کافر نہ کہو اور نہ آپ نے کبھی بریلوی کو کافر کہا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ حکیم الامت تھانوی ایک بڑے جلسے سے خطاب کر رہے تھے۔ ابھی آپ نے تقریر شروع کی تھی کہ خبر ملی کہ مولوی احمد رضا بریلوی انتقال کر گئے تو اسی وقت آپ نے تقریر کو ختم کر دیا اور غمزدہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب سے ہمارا زندگی میں اختلاف رہا۔ لیکن ہم ان کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں اسی وقت حکیم الامت تھانوی صاحب نے خود اور اہل جلسہ نے آپ کے ساتھ مولوی احمد رضا کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔

(دیوبندی ہفت روزہ چٹان لاہور ۱۲/۶۲ ، ۷ ، ص ۱۵)



زبردست عالم وفقیہ
ترجمان ندوہ کا اعتراف

ندوی مکتب فکر کے ترجمان ماہنامہ "معارف" اعظم گڑھ" نے لکھا ہے۔ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب مرحوم اپنے وقت کے زبردست عالم مصنف اور فقیہ تھے انھوں نے چھوٹے بڑے سیکڑوں سے فقہی مسائل سے متعلق رسالے لکھے ہیں۔ قرآن کا سلیس ترجمہ بھی کیا ہے۔ ان علمی کارناموں کے ساتھ ہزارہا فتووں کے جواب بھی انھوں نے دیتے ہیں۔ ان کے بعض فتوے تو کئی کئی صفحے کے ہیں۔ فقہ اور حدیث پر ان کی نظر بڑی وسیع ہے۔ (فتاوی رضویہ کی) دو جلدیں اس سے پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ اب تیسری جلد سنی دار الاشاعت مبارکپور اعظم گڑھ نے شائع کی ہے۔"

(ماہنامہ معارف" اعظم گڑھ فروری سنہ ۱۹۶۲ء

فتاوی دار العلوم دیوبند

مولوی احمد رضا خاں (بریلوی) اور مولوی حشمت علی وغیرہ کو کافر نہ کہا جائے۔

فتاوی دار العلوم دیوبند امداد المفتین جلد ۷ ص ۱۹۲

مولوی شبیر احمد دیوبندی

ہم ان بریلویوں کو کافر نہیں کہتے جو ہم کو کافر بتلاتے ہیں۔

الشہاب از مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی صدر جمعیت العلماء اسلام کلکتہ

دیوبندی احراری امیر شریعت

مولوی عطاء اللہ بخاری امیر مجلس احرار اسلام فقیر کے مکتوب کے

جواب میں لکھتے ہیں۔ مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد خاں لائلپوری بریلوی مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی لاہوری اور مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہیں اور مولانا غلام اللہ خاں (دیوبندی) بھی اہلسنت وجماعت ہیں۔ وہ ابن تیمیہ کے پیروکار ہیں

(مکتوب بنام فقیر محمد حسن علی رضوی
۱۱ر جنوری ۱۹۵۸ء

نائب مودودی مولوی غلام علی

یہ صاحب بانی جماعت اسلامی ابوالاعلیٰ مودودی کے نائب ہیں۔ اور مودودی صاحب کی طرف سے شرعی مسائل اور خطوط کے جواب دینے پر معمور تھے۔ ان کے خاص معتمد تھے۔ لکھتے ہیں۔

مولانا غلام علی صاحب نائب مولانا مودودی مدظلہ العالی نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کتابیں لے کر مطالعہ فرمائیں تو فرمایا حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے بارے میں ہم لوگ اب تک سخت غلط فہمی میں رہے ہیں ان کی بعض تصانیف اور فتاویٰ کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے ان کے ہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے۔



عشق خدا ورسول تو ان کی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے۔ مجھے تو ان سے سوائے مسئلہ تکفیر کے کسی مسئلہ میں اختلاف نہیں۔ جتنے بھی اختلاف ہیں وہ بہت معمولی ہیں۔ ہاں البتہ علمائے دیوبند کی تکفیر کے معاملہ میں انھوں نے تشدد برتا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے وہ اس میں مخلص نظر آتے ہیں"

ہفت روزہ شہاب لاہور
۲۵ر نومبر ۱۹۶۳ء

(نوٹ) مولوی غلام علی صاحب کو دیوبندی مولویوں کی تکفیر کے بارے میں تشدد محسوس کیا۔ لیکن کاش کہ وہ تحذیر الناس مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی، براہین قاطعہ از گنگوہی وانبیٹھوی اور حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی کی شدید گستاخانہ ورسوائے زمانہ کتب وعبارات خالی الذہن ہو کر ملاحظہ کرتے تو توہین کا تشدد بھی ضرور محسوس کرتے۔

فقیر قادری محمد حسن علی رضوی بریلوی
میلسی۔ (پاکستان)

مولوی فردوس علی قصوری دیوبندی

یہ صاحب مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان اور مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری وغیرہ دیوبندی مناظرین ومصنفین کی کتابوں کے حافظ ہیں اور خود بھی اعلیٰحضرت امام اہلسنت اور سنیت بریلویت کے خلاف لکھنے کا ذوق رکھتے ہیں۔ مگر یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

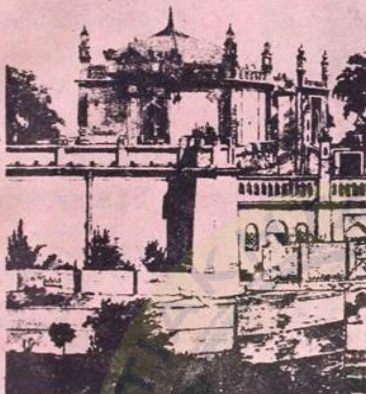
"مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور مولوی حشمت علی وغیرہ (بریلوی علماء

کو کافر نہ کہا جائے۔"
(کتاب الصلوٰۃ والسلام
ص ٦)

دیوبندی ہفت روزہ خدام الدین لاہور

مولوی حسین احمد ٹانڈوی شیخ الحدیث دیوبند کے پاکستانی نائب مولوی احمد علی لاہوری کے جاری کردہ رسالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور میں مختلف کتابوں کے اعلان کے ساتھ لکھا ہے۔

اشرفی بہشتی زیور مولانا اشرف علی تھانوی ۱۵ روپے فتاویٰ رضویہ مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی ۱۷، روپے" (خدام الدین لاہور، ۱۷ ار اگست، ستمبر سنہ ۱۹۶۳ء)



آستانہ مخدوم سمنانی کچھوچھہ شریف

مولوی محمد احسن نانوتوی

مولوی محمد احسن نانوتوی کا دیوبندی کا شمار مدرسہ دیوبند کے بانیوں واکابرین میں ہوتا ہے۔ وہ بریلی شریف نومحلہ کے جامع مسجد میں بھی رہے ہیں۔ ان کی سوانح حیات میں لکھا ہے۔ "مولانا محمد احسن نے (سیدنا امام اعلیحضرت احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد) مولوی نقی علی خاں کو عیدگاہ (بریلی) سے پیغام بھجوایا کہ میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں پڑھانے نہیں آیا۔ آپ آئیے جیسے چاہے امام کر لیجئے۔ میں اس کا اقتدا، کر لوں گا۔

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی
ص ۸۷)

(نوٹ) اس کتاب کا تعارف مشہور دیوبندی مفتی محمد شفیع سابق مفتی دیوبندی نے تحریر کیا ہے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند

"ہمارے بزرگ (اکابر دیوبند) اس قسم کی گفتگو اور مباحثوں مناظروں کو پسند نہ فرماتے تھے ۔۔۔۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب (نانوتوی) دہلی تشریف رکھتے تھے اور ان کے ساتھ مولانا احمد حسن امروہوی اور امیر شاہ خاں بھی تھے۔ شب کو جب سونے کے لیے لیٹے تو دونوں نے اپنی چارپائی ذرا الگ بچھائی اور باتیں کرنے لگے۔ امیر شاہ خانصاحب نے مولوی (احمد حسن امروہوی) صاحب سے کہا کہ صبح کی نماز ایک برج والی مسجد میں چل کر پڑھیں گے سنا ہے وہاں کے امام قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں مولوی (احمد حسن) صاحب نے کہا ارے پٹھان (آپس میں بے تکلفی بہت تھی) ہم اس کے



پیچھے نماز پڑھیں گے وہ تو ہمارے
مولانا (قاسم نوتوی) کی تکفیر کرتا
ہے۔ مولانا (نانوتوی) نے سن
لیا اور زور سے فرمایا۔ احمد حسن
میں تو سمجھتا تھا تو لکھ پڑھ گیا ہے
مگر جاہل ہی رہا اور پھر دوسروں
کو جاہل کہتا ہے۔ ارے قاسم
کی تکفیر سے وہ قابلِ امامت نہیں
رہا۔ میں تو اس سے اس کی دینداری
کا معتقد ہو گیا۔ اس نے میری کوئی
بات ایسی سنی ہو گی جس کی وجہ
سے میری تکفیر واجب تھی گو روایت
غلط پہنچی ہو۔۔۔۔ اب میں خود
اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا غرض
کہ صبح کی نماز مولانا (قاسم نانوتوی)
نے اس (تکفیر کرنے والے) کے
پیچھے نماز پڑھی "
(الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۴۹۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی

اگر بدعتی امام کے پیچھے جمعہ
پڑھا تو اس کا اعادہ کرے یا نہیں؟

جواب: اگر بدعتی امام کے
پیچھے جمعہ پڑھا تو اعادہ نہ کرے۔
(فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۶۵)

مولوی بہاء الحق قاسمی

حضرت (اشرف علی) تھانوی فرمایا
کرتے تھے اگر مجھ کو مولانا احمد رضا
خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز
پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔"
(اسوۂ بزرگان صفحہ ۱۵)

مولوی خیر محمد جالندھری

ومدرسہ خیر المدارس

مولوی خیر محمد جالندھری دیوبندی
مولوی لیسین سرائے خام بریلی کے
کے شاگرد اور مولوی اشرف علی تھانوی
کے خلیفہ اعظم اور پاکستانی دیوبندیوں
کے استاذ العلماء ہیں ان کا مدرسہ
دیوبند ثانی رہ اپنے نام ایک استفتاء
کا جواب اپنے مدرسہ کے دار الافتاء
کے مفتی سے یوں دلواتے ہیں۔ ملاحظہ
ہوں سوال وجواب۔

۷۵۶: بخدمت حضرت مولانا
مولوی خیر محمد صاحب مہتمم مدرسہ
خیر المدارس ملتان استفتاء کیا فرماتے
ہیں۔ حضرات علمائے دین مفتیان
شرع متین اس مسئلہ میں نماز جنازہ
کی امامت مولوی احمد رضا خاں صاحب
بریلوی کا پیروکار بریلوی مولوی
کروا رہا ہو تو اس صورت میں اس



شالیمار باغ لاہور کا ایک جاں فزا نظارہ

بریلوی مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔؟
فقط المنتظر جواب محمد بشیر ملیبی

الجواب: ایسی صورت پیش آجائے تو نماز پڑھ لینا چاہیے۔
فقط واللہ اعلم بندہ عبدالستار
نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس
ملتان ۶ ۵/۸۱ء

الجواب: صحیح۔ عبداللہ غفرلہ
مفتی مدرسہ خیر المدارس ۶ ۵/۸۱ء

مفتی محمود ملتانی دیوبندی

یہ صاحب مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے تلامذہ میں ان کے سیاسی مقلد اور جمعیۃ العلماء ہند کانگریسی ذہن رکھتے تھے پاکستان سیاسی کاروبار کرنے کے لیے مولوی شبیر احمد عثمانی جمعیۃ العلماء اسلام کا نام سرقہ کر کے جمعیۃ العلماء اسلام سکریٹری جنرل مقرر ہوئے مدرسہ قاسم العلوم کے شیخ الحدیث بھی تھے۔ ان کے شاگرد عمر قریشی کی زبانی سنیئے۔

لائق صد احترام اساتذہ میں سے کسی نے بھی دوران اسباق میں بریلوی مکتب فکر سے نفرت کا اظہار نہیں کیا قیام ملتان کے زمانہ میں جب طلباء مدرسہ قاسم العلوم بعد نماز عصر قلعہ پر چلے جاتے تھے۔ نماز مغرب کا مسئلہ آ کھڑا ہوا کہ قلعہ کی جملہ مساجد کے ائمہ بدعتی (بریلوی) ہیں نماز



مینارہ مسعود غزنہ افغانستان

یا جماعت ترک کر دی جائے معاملہ استاذی مفتی محمود صاحب کے پاس پہنچا۔ آپ نے فرمایا۔ باجماعت نماز ادا کرو اگرچہ امام بدعتی بھی ہو۔
(سیف حقانی ص۸۷ از مولوی محمد عمر قریشی دیوبندی)

دیوبندی ترجمان ہفت روزہ پاکستانی

"پاکستانی" لائلپور پاکستان سے شائع ہوتا تھا اور اس کو قاری طیب قاسمی سابق مہتمم مدرسہ دیوبند کی تائید و حمایت حاصل تھی۔ سیدنا اعلیحضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نائب اعلیحضرت مظہر اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ سیدی سندی محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد خاں قدس سرہ العزیز کے خلاف

معاندانہ مضامین شائع کرنا اس کا خاص نصب العین تھا۔ مگر یہ اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں تھا۔ "پاکستانی" نے بریلوی جماعت کو مسلمان سمجھا اور اس کے بانی اور بزرگوں کا ادب سے نام لیتے ہوئے اس طرح لکھا۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم (جناب الٰہی سے ر۔ کیے گئے۔
(ہفت روزہ "پاکستانی لائلپور ۱۰/۱/۵۸ و ۲۲/۶/۵۷

مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی

اہل سنت وجماعت مسلمانوں کی تمام شاخیں حنفی شافعی مالکی حنبلی دیوبندی بریلوی اہل حدیث سب مسلمان ہیں۔
(خدام الدین۔ لاہور)

دیوبندی پیر حماد اللہ ہالیجوی

کہتے تھے ان (بریلویوں) کی برائی میری مجلس میں ہرگز نہ کرو وہ حب رسول ہی کی وجہ سے ہماری طرف سے غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔
(خدام الدین، لاہور ۵/۶/۱۱)

غیر مقلدین اہلحدیث

"مولانا احمد رضا خاں صاحب

بریلوی کے ترجمہ قرآن
مقام حاصل ہے"
(المنبر لائلپور ۶ صفر ۱۳۸۶ھ)

اخبار الاعتصام اہلحدیث

بریلویوں کا ذبیحہ حلال ہے
کیوں کہ وہ اہل قبلہ مسلمان ہیں۔
اہلحدیث لائلپور ۲-۱۱-۵۹)

پیشوائے اعظم اہلحدیث
مولوی ثناء اللہ امرتسری

لکھتے ہیں:" اسّی سال قبل
پہلے تقریباً سب مسلمان اسی خیال
کے تھے جن کو آجکل بریلوی حنفی
کہا جاتا ہے۔"
(شمع توحید صفحہ ۴۰ مطبوعہ سرگودھا)

مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی
غیر مقلد کی یہ تحریر آج سے پچاس
سال پہلے کی ہے۔

شیعہ اخبار "رضاکار" لاہور

سرگودھا عاشورہ کے موقع
پر سنی بریلوی مسلمانوں نے جگہ
جگہ شربت ٹھنڈے پانی اور
دودھ کی سبیلیں لگائیں۔

لاہور: لاہور میں مختلف
مقامات پر بریلوی مسلمانوں
نے امام عالی مقام سیدنا امام
حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی سبیلیں



لگائیں۔ شربت اور دودھ پلایا گیا
(رضاکار لاہور ۱۳ محرم ۱۳۷۸ھ)

فرضیت تکفیر پر

مرتضیٰ حسن دربھنگی کا فراخدلانہ اعتراف

" اگر (مولانا احمد رضا) خاں
صاحب بریلوی کے نزدیک
بعض علماء دیوبند (مولانا قاسم
نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل
احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی
ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے
انہیں سمجھا تو خانصاحب پر ان
(علماء دیوبند) کی تکفیر فرض تھی
وہ اگر ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر
ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام
نے جب مرزا (غلام احمد)
صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے
اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب
علمائے اسلام پر مرزا صاحب
اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا

فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا اور مرزائیوں
کو کافر نہ کہیں چاہے وہ صاحب لاہوری ہوں
یا قادیانی وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں
گے۔ کیوں کہ جو کافر کو کافر نہ کہے
وہ خود کافر ہے۔"
(اشد العذاب صفحہ ۱۳، مرتضیٰ حسن
دربھنگی۔

مذکورہ بالا ناقابل تردید دلائل
حقائق و شواہد سے ثابت ہوا کہ
سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی سے
اور تمام سنی بریلوی مسلمانوں کے
عقائد ہرگز ہرگز کفر و شرک و ارتداد
پر مبنی نہ تھے۔ اگر آپ یا آپ
کے عقیدت مند سنی بریلوی علماء
کے عقائد خلاف اسلام معلوم ہوتے
اور کفر و شرک پر مبنی ہوتے تو
مذکورہ بالا حضرات آپ کو ہرگز
مسلمان نہ لکھتے۔ کہتے آپ کی
اقتدار میں نمازیں جائز قرار نہ دیتے
ان حوالہ جات سے سرکار سیدنا
اعلیٰحضرت قدس سرہ، کے ایمان
و اسلام علم و فضل ادب و عشق
رسالت کی شہادت ملتی ہے۔



نعت گوئی کے اصول

از: محامد حلیم حاذق رضوی

نعت عربی زبان کا ایک ایسا لفظ ہے جس کا لغوی معنی تعریف و توصیف کے آتے ہیں۔ عربی زبان کے زیر اثر فارسی اور اردو میں اس لفظ کا اطلاق نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدحت نگاری کے لیے مخصوص ہے۔ مگر عصر حاضر کے بعض ممتاز ناقدین نے نعت کی جامع تعریف یہ بیان کی ہے کہ وہ ہر فن پارہ نعت ہے۔ جس کا تاثر ہمارے ذہن کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے قریب کر دے گویا اردو ادب میں اصطلاحی طور پر نعت سے مراد نبی دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی منظوم خراج عقیدت لی جاتی ہے۔

علمائے شعر و ادب نے نعت گوئی کی مشکل پسندی کے سلسلے میں ہمیشہ خامہ فرسائی کی ہے کہ دنیا کی کسی بھی معزز شخصیت کی تعریف و توصیف شاعرانہ لوازمات کے ساتھ کرنا کوئی مشکل کام نہیں مگر ممدوح کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اشعار کا موزوں کر لینا بلا مبالغہ تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے کیوں کہ نعت خداوند کریم کی محبوب ترین سنت ہے جس مضامین قرآن و حدیث سے ماخوذ ہوتے ہیں اور انہیں اسلوب کی دلکشی و زیبائش کے ساتھ حسن ایمان کے تحت جائز اظہار عطا کیا جاتا ہے۔ یہی وہ ذات گرامی ہے۔ جس کی مدح سرائی میں بڑے بڑے تاجوران سخن اپنی قادر الکلامی کے باوجود لرزیدہ و ترسیدہ نظر آتے ہیں۔ عرفی شیرازی جیسا باکمال شاعر بھی نعت کی اس مقدس راہ کو "بر دم تیغ" ہی تصور کرتا ہے۔ مثلاً:-

عرفی متشاب ایں رہِ نعت است نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بر دمِ تیغ است قدم را

دراصل یہ نعت گوئی کی وہ منزل ہے جہاں ایک مداح رسول کو الوہیت و رسالت کی حدود شناسی اور عبودیت و محبوبیت کے نازک ترین کا عرفان ہونا لازمی قرار پاتا ہے۔ اس مقام پر جذبات و احساسات میں حد درجہ توازن و اعتدال اور افکار و نظریات میں بے پناہ پاکیزگی و طہارت کی شدید ضرورت پیش آتی ہے۔ کیونکہ "با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار" کی دشوار گذار منزل کے تقاضے ایک مداح کو سب سے

پہلے خدا شناسی، محبوب شناسی اور ادب شناسی جیسے امور کے ہیں اور ساتھ ہی شیفتگی وسپردگی کا رنگ وآہنگ بھی ہونا ضروری ہے جو عشق الٰہی، اور محبت رسول کی رمق سے ایک جہانِ فکر ومعنی آباد کرتے ہیں اور نفس گم کردہ کا منظر نامہ ثابت ہوتے ہیں

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا (عزت بخاری)

چونکہ اس محبوب شناس منظر نامے میں جہاں عشق رسول کا والہانہ اظہار پنہاں ہے۔ وہیں وحدت کا ایک ایسا جمالیاتی تصور بھی کار فرما نظر آتا ہے۔ جو بیک وقت محبوب ومحب کے جلووں سے ہم آہنگ نظر آتا ہے۔ جیسے ایک مداح رسول شعوری فضائیں دیکھتا ہے اور اس کے بعد عرفان وآگہی کے چشمے کی باریک لہروں کو فکر ونظر کے ذریعہ بذریعہ اظہار بخشنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی نعتیہ شاعری کی باطنی اور داخلی فضا ہے کہ جہاں مداح کو رسالت کی حقیقی نوعیت کا اظہار ہوتا ہے اور وہاں رموز واسرار کے نئے نئے باب کھلتے ہیں اور پھر بے ساختہ پکار اٹھتا ہے بقول علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ۔

یا صاحب الجمال ویا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نعت کے اس داخلی نظامِ فکر وشعور میں جب مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ قدسی صفات کا منظر نامہ ایک مداحِ رسول کی نگاہوں کی طہارت اور ایمان وعشق کی شیفتگی وبالیدگی حاصل ہوتی ہے تو اس مرکزی ذات کی آفاقیت وہمہ گیریت میں جمال خدا، جلالِ کبریا، اسرار خودی، عشق وعقل کی بصیرت، حکمت ودانائی، فلسفۂ حیات وکائنات، تصور آگہی وبندگی، دین ودنیا، مادہ اور روح، نجات وانعام، سادگی وحسن وغیرہ، جیسے بے شمار فکری ومعنوی جہتیں کھلتی ہیں۔ لیکن نعت میں اظہار بیان میں بھی، اصول شرعیہ کے احکامات کو مکمل طور پر برقرار رکھے جاتے ہیں۔ ہر ایک مقام پر وحدانیت ورسالت میں حد امتیاز باقی رہتا ہے۔ اسی کے ساتھ قربیت اور محبوبیت کی حقیقی نوعیت وعظمت بھی موجود رہتی ہے۔ ایسی صورت میں مداح اظہار عجز یوں بیان کرتا ہے کہ:

حق جلوہ گر ز طرزِ بیان محمد است
آرے کلام حق بہ زبانِ محمد است
غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است (اسداللہ خاں غالب)

یہی وہ دشواریاں ہیں۔ جس کے پیش نظر اکثر شعراء صنفِ نعت میں طبع آزمائی سے خوف کھاتے ہیں۔ کیونکہ مدحت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار میں ذرہ برابر چوک عذاب الٰہی کا مرتکب کر دیتی ہے۔ چونکہ سیرت مصطفیٰ کی جامعیت کا اظہار اپنی ظاہری اور باطنی وسعتوں اور پنہائیوں کے اعتبار سے یوں بھی کوئی شخصی سیرت نہیں بلکہ ایک عالمگیر دستور حیات ہے جس میں نوعِ انسان کے ارتقائی زندگی کی تمام نزاکتیں موجود ہیں جو تمام انسانی قدروں کی تقدیم واصلاح بھی کرتی ہیں اور انہیں

علوم ومعارف کے ذریعہ سے آسودہ بھی کر دیتی ہیں۔ ظاہر ہے جب اس قدر تہہ دار اور بامعنی زندگی کا تصور سامنے آئے گا تو کس کی مجال ہے کہ اُنہیں مکمل طور پر احاطۂ فکر و اظہار میں لانے کی جرأت کرے۔

لیکن اردو ادب میں بعض عظیم المرتبت شعراء ایسے بھی گذرے ہیں۔ جو نعت گوئی تمام رموز واسرار سے واقف ہی نہیں بلکہ حقیقی علم وشعور رکھتے ہیں اور جنھوں نے صنفِ نعت کو مکمل شرعی اور شعری اصول و ضوابط کے ساتھ ایک مستقل فن کی حیثیت سے فروغ بخشا اور اس سعادتِ ابدی کو عبادت سے تعبیر کیا۔ ان میں ایک نام اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ رحمہ کا سب سے احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے جو ایک عالم شریعت ومعرفت کی حیثیت سے اس دشوار گذار راستے پر سبک خرامی کے لیے بڑا ہی انوکھا نظریہ نعت گوئی پیش فرمایا کہ

ہوں اپنے کلام سے نہایت محفوظ
بے جا سے المنتہ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت محفوظ

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مدحت نگارانِ مصطفیٰ کو قرآن پاک سے نعت گوئی سیکھنے کا مزاج عطا فرمایا اور مکمل احکام شریعت کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا۔ اسی کے ساتھ آپ نے شعری لوازمات کی تسکین کے لیے بارگاہِ رسالت مآب کے مقبول ومحبوب شاعر حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم کو خضرِ راہ بنانے کا روشن نظریہ دیا کہ

توشہ میں غم واشک کا ساماں بس ہے
افغانِ دلِ زار حدیخواں بس ہے
رہبر کی رہِ نعت میں کچھ حاجت ہو
نقشِ قدم حضرت حسان بس ہے

جب ایک مداح رسول اپنے عشق وعرفان کی ترجمانی کے لیے نعت کا تخلیقی مزاج اور زبان وبیان کو مکمل طور پر سمجھ کر قرآن وحدیث اور احکام شریعت کو ملحوظ رکھ کر اس راہِ پُرخطر پر چلنا شروع کرتا ہے تو یہی دشوار گذار راستے اسے کامیاب ترین منزل سے آگاہ کرتے ہیں۔ جہاں پہنچ کر ایمان و وجدان کا برملا اعلان ہوتا ہے کہ:

اللہ کی سرتا بہ قدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

اب تک جو باتیں پیش کی گئی ہیں۔ ان کی نزاکتوں کا تصور تخلیقی سفر کا منظر نامہ قرار دیا جا سکتا ہے کہ ایک مداح کو کن محرکات ومعاملات سے گزرنا پڑتا ہے۔ جب تک اس شعوری ماحول کا ادراک ایک تخلیق نگار اپنی داخلی دنیا میں نہیں رکھتا اُسے نعت کے اعلیٰ تصورات کی کرنیں نہیں مل سکتیں۔ کیونکہ نعت پر قرآنِ عظیم کا سب سے زیادہ فرمان جاری ہوتا ہے اور پھر حدیث اسکی

تفہیم و تشریح کرتی ہے۔ قرآن کے فرمان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات متقدس کا عرفان ہوتا ہے اور حدیث کی روشنی میں اظہار و بیان کا مسئلہ حل کیا جاتا ہے۔ اس طرح احکام شریعت نعت کی ہر منزل میں مداح رسول کی رہنمائی کرتے ہیں۔ تاکہ بیان میں افراط و تفریط پیدا نہ ہوجائے۔ اور نہایت محتاط پیرائے میں اپنے جذبات و احساسات اور افکار و نظریات کو شعری قالب میں ڈھالے ظاہر ہے ایسی صورت میں تخیل کی بے راہ روی کبھی منزل آشنا ہو جاتی ہے اور جس کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ

وہ دانائے سُبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

جھکاتے انکے در پہ ہیں جبیں کو تاجدار اپنی

جو کرتے ہیں نبی کی ذات پرستی نثار اپنی
جھکاتے انکے در پہ ہیں جبیں کو تاجدار اپنی

جو دل میں ہی نہیں حُبِّ نبی کا جذبۂ صادق
عبث کرتا ہے پیشانی کو ظالم داغدار اپنی

نبی کی یاد سینے میں بسا کر مدحتیں کرنا
یہ عادت ہوگئی ہے دوستو! لیل و نہار اپنی

نبی کی شان میں کرکے اہانت ہر گھڑی نجدی
خراب آخر تو کرتا عاقبت ہے نابکار اپنی

جو جیسا ہے نظر آتی ہیں سب کی صورتیں ایسی
نبی کی شکل و صورت ایسی ہے آئینہ دار اپنی

وصی صاحب! رسولِ محترم کی مدح گوئی سے
یہ شہرت ہے جہاں میں اور یہ عز و وقار اپنی

ڈاکٹر وصی مکرانی واجدی

ہائے تماشہ "ٹی وی" کا

از: شاکر اصغر رضوی

بات ہے پانچ سال پہلے کی، رہتا تھا جب میں مدینہ مسجد میں جو ہو گلی اندھیری بمبئی میں۔ کرتا تھا امامت اور درس و تدریس بھی۔ صلاح و فلاح کے لیے قوم و ملت کی رہتا تھا میں مستعد ہر طرح سے۔ ساتھ ساتھ وعظ و تقریر کے لکھتا تھا میں کچھ کچھ مضامین اصلاحی اور چھپواتا تھا انہیں میں دینی رسالوں میں۔ پھر بڑھا میرا شوق تو لکھیں میں نے کتابیں چند چھوٹی چھوٹی ہوئی مشہور ان میں سے ایک کتاب کیا جسے "جماعت رضائے مصطفی بمبئی" نے اور کیا تبصرہ جس کے اوپر استقامت ڈائجسٹ کانپور نے بھی۔ نام ہے اس کا "آئینہ احساس" بیچ اسی کتاب کے کیے ہیں بیان میں نے اسباب زوال مسلمانوں کے۔ ہے نمایاں سب ان اسباب میں سے دیکھنا ٹی۔وی کا۔ "چنانچہ دیکھیں آپ بھی ایک جھلک اس بیان کی — "آج تمہارے گھروں میں ٹی۔وی ایک بہت بڑی بلا ہے، بلاؤں اور وباؤں کی ماں ہے۔ یہ تمام واہیات وخرافات اور ابلیسی و شیطانی حرکات کی مشین ہے، اس سے تمہارے گھر باہر ہر جگہ کا ماحول بگڑا ہوا ہے بے حیائی، بے شرمی، بے عزتی اور بے غیرتی کا یہ ایک کارخانہ ہے۔ اس کے ماحول میں پلنے والا بچہ اسلامی شعور و مزاج سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس میں طرح طرح کے بے ڈھب گاتے ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض بعض گانے تو الفاظ کفریہ سے بھرے ہوتے ہیں۔ جن پر عقیدہ رکھنا خارج از اسلام ہونے کی دلیل ہے الخ۔ آئینہ احساس ص ۳۷

رہے نام اللہ کا — قلم نے میرے کیا اگلدیا تھا۔ "ٹی۔وی بلاؤں اور وباں کی ماں ہے" واقعی ماں ہے وہ کتنی بلاؤں اور وباؤں کی — ؟ آخر لیا جنم بلاؤں نے اور ہو گئیں نازل وہ بلائیں۔ آج اوپر عمارت اسلام کے۔ مچا ہے خلفشار کتنا بیچ علمائے کرام کے — ؟ ہوتی ہے ایک چیز بلا اور ہوتا ہے ایک طرفدار اس کا۔ جو ہوتا ہے طرفدار اس کا



وہ نہ میرا تیرا نہ اس کا اُس کا۔ بلکہ ہو جاتا ہے وہ خود ہی بڑی بلا — مطلب ہے میرے کہنے کا چلتی ہے جب بحث کسی مسئلہ میں درمیان علمائے کرام کے تو پہلے ہی بحث مکمل ہونے کے جاگ گئے کیوں تمام دیکھنے والے ٹی۔ وی کے بن کر بھوت اور کرنے لگے غوغا "ٹی۔ وی جائز ہے، ویڈیو جائز ہے؟" لیجئے اب ہو گئیں مکمل وہ بحثیں تمام چل رہی تھیں جو درمیان علمائے عظام کے دیکھا میں نے پہلے فتوی کے علامہ مدنی میاں کا اور برجواز کے ٹی۔ وی دیکھنے کے۔ فرماتے ہیں وہ کہ "نہیں ہوتی تصویر ٹی۔ وی میں اس لیے جائز ہے۔ دیکھنا ٹی۔ وی کا۔ ہاں ناجائز و حرام ہیں جو وہ چیزیں خارج ہیں ناجائز و حرام ہیں۔ وہ ٹی۔ وی میں بھی اور جائز ہیں جو چیزیں خارج میں جائز ہیں وہ ٹی۔ وی میں بھی —" فرمایا تھا اُنھوں نے وہ ایسا مخصوص نظریہ کے تحت۔ یعنی تھا نظریہ اُن کا کہ ہو سکے گی اس طرح اشاعت اسلام کی — بعد اس کے پڑھے میں نے کئی مقالے علامہ مظفر حسین

پوروی کے — پھر اور فتوی مدنی میاں کے اعتراضات علامہ ازہری میاں کے۔ سو جان لیا میں نے کہ ہوتی ہے تصویر ٹی۔ وی میں بھی۔

بعد کچھ دنوں کے ملا ایک طویل مضمون علامہ مدنی میاں کا۔ پڑھا میں نے اسے "الاستیعاب" سو ہونے لگا منتشر ذہن — ٹھہرا جو میں کم عقل — بے شعور اور ناسمجھ — نہیں پڑا پلے کچھ میری سمجھ کے۔

رہے نام اللہ کا۔ ہوا کرم اللہ کا کچھ اس طرح کہ آ گیا سامنے نگاہوں کے بیان مدلل علامہ ازہری میاں کا، شکل میں ایک کتاب

کی۔ رہا نام اس کا "ٹی۔ وی اور ویڈیو کا آپریشن" کر لیا یقین پڑھ کر میں نے ساتھ ساتھ احباب نے بھی میرے کہ رہا کامیاب بہت ہی زیادہ یہ آپریشن ٹی۔ وی اور ویڈیو کا — ہو گیا واضح یہ مسئلہ زیادہ دوپہر دن سے بھی۔ کہ نہیں ہے جائز اور کسی قیمت سے بھی دیکھنا ٹی۔ وی کا — دیکھئے تو تماشہ ٹی۔ وی کا کہ ہو گئی حد اختلاف کی۔ یعنی پھر آیا سامنے نظروں کے ایک کتابچہ علامہ مدنی میاں کا۔ ہے نام اس کا۔ "ٹی۔ وی کا شرعی استعمال" دیکھا میں نے اسے بھی خوب غور سے۔ مگر نہ بگڑ سکا اب کی بار توازن

میرے دماغ کا۔ بلکہ ڈٹا رہا
دل اوپر صحیح فیصلہ گے ـــ
سہاگہ اوپر سونے کے۔
کہ آگئی اوپر عام کے کتاب
لاجواب خواجہ مظفر حسین
پورنوی کی۔ نام ہے اس
کا ـــ "ٹی۔ وی کی تحقیق"
لگ گئے کئی دن مجھے حل
کرنے میں اس کتاب کے
پہنچا میں اوپر اس نتیجے کہ
اوپر ناجائز ہونے کے ٹی
وی دیکھنے کے اب نہیں
ہے ضرورت کسی دلیل کی
صبح تک قیامت کی۔ بعد
ٹی۔ وی کی تحقیق" کے
اوپر جواز کے ٹی۔ وی دیکھنے
کے۔ اب ہونا نہیں چاہیئے
قلم میں کسی کے زور تحریک
سنتا ہوں میں علمائے کرام
سے جب بولتے ہیں وہ حضرات
آپس میں اپنے کہ اگر کیا
باتا پیش علامہ مظفر کو ٹی۔
وی میں سامنے دنیا والوں
کے۔ تو کبھی نہیں ہو پاتے
وہ مشہور اتنا ــ جتنا کہ
ہو گئے وہ مشہور اس کتاب
سے ـــ
رہے نام اللہ کا ـــ مانا
گیا کہ وہ امام ہیں علم و فن
کے ـــ!
افسوس ہے کہ بو دیا
بیج اس ٹی۔ وی نے اختلاف

کا اوپر اس سرزمین کے کھلتے
تھے اوپر جس کے پھولے
ہمارے اتحاد کے کتاب
"مسئلہ ٹی۔ وی اور تکفیری
غوغا پر حرف آخر" نے
علامہ مفتی مطیع الرحمٰن کی
مچا دی ہے ہلچل اور زیادہ
آجاتے جلد سے جلد وہ دن
کہ فرما دیں دور علامہ مدنی
میاں صاحب قبلہ آتے
ہوتے الزامات کو اوپر
سے اپنے ـــ جو کئے ہیں
عائد اوپر ان کے مفتی مطیع
الرحمٰن صاحب قبلہ نے
اپنی اس کتاب میں۔
اگر ہوا ایسا کہ فرمالیں
رجوع حضرت مدنی میاں
صاحب قبلہ فتویٰ سے اپنے
اور دھو ڈالیں ایسی کیچڑ کو
الزامات کی اوپر سے اپنے
تو پھر دنیا ہم سنیوں کی بنالے
گی سرمہ آنکھوں کا خاک
قدم کو لے ـــ اولاد رسول کی۔
وہ دن کب آتے گا
اور کب آتے گا وہ دن کہ
دنیا تے دل میں ہم غریب
سنیوں کی بس جائے پھر
سے خوشبو ـــ!
اولاد رسول پاک حضرت
مدنی میاں صاحب قبلہ کی۔

★★

بقیہ: "باب سخن"

غفلت و بے عملی کا شکار ہو جائے
تو یہ اجتماعی بے عملی معاف نہیں
ہوتی اور ایسے عالم میں جو قافلہ
بھٹکتا ہے۔ اسے منزل تو منزل
منزل کا پتہ تک نہیں مل سکتا۔
جب کشتی کے سوار خود کشتی میں
سوراخ کرلیں تو اسے ڈوبنے
سے ناخدا تو بچا ہی نہیں سکتا خدا بھی
نہیں بچاتا۔ اس لیے کہ ان
اللہ لا یغیر ما بقوم
حتی یغیر وما بانفسہم

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو احساس جسکو اپنی حالت کے بدلنے کا

(نوٹ) الیکشن ہو گیا۔ کانگریس
کو اپنے کردار کی سزا مل گئی۔
اب جنتا دل کا راج قائم ہو گیا
دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ حکومت
اقلیتوں کے ساتھ کیا کرتی ہے
مسلمانوں نے جنتا دل کا دل
کھول کر ساتھ دیا اور ان کی امیدیں
اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔



ماہتاب نبوت کی جلوہ گری

وصی احمد نسیم القادری

یہ کون نہیں جانتا کہ ماہتاب نبوت کی جلوہ گری سے قبل دنیا کی کیا حالت تھی۔ صحرائے عرب میں ہر طرف ظلمت وجہالت کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ عرب کا ذرہ ذرہ بت پرستی کے نشے میں چور تھا۔ انسانوں نے آدمیوں کا پیراہن اتار کر وحشت ودرندگی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔ ہر طرف کفر وشرک کی زہریلی ہوا چل رہی تھی۔ شراب نوشی داخل تہذیب ہو چکی تھی۔ زنا کا بازار گرم تھا۔ جہالت کا دور دورہ تھا۔ آدمیت کا جنازہ بے گور کفن تڑپ رہا تھا۔ کمزوروں کو ستایا جا رہا تھا۔ کالے گورے کا امتیاز برتا جا رہا تھا۔ اور بچیوں کو زندہ درگور کیا جا رہا تھا۔ اور ممتا کی ماری ماں اپنی لاڈلی بیٹی کو سانس کی آخری ہچکی لیتے ہوئے دیکھتی تھی۔ اور کلیجہ تھام کر رہ جاتی تھی۔ انسانیت دم توڑ رہی تھی فقیروں اور مسکینوں کو بے گھر و بے در کیا جا رہا تھا۔ ظلم وستم ڈھانا ان کا محبوب مشغلہ بن چکا تھا۔

جب عرب کے لوگ آپس میں لڑتے اور جھگڑتے اور آپس میں کسی کا ناحق خون کرتے تو بے غیرت انسان تماشہ دیکھتا تھا۔ زمین کانپ رہی تھی۔ آسمان خاموش تھا زمانہ عجیب وغریب ماحول سے گذر رہا تھا۔ لڑکیاں اپنے ماں باپ کے خلاف لڑ رہی تھیں کوئی بیکسوں کی فریاد سننے والا نہ تھا بیواؤں کا کوئی معین ومددگار نہ تھا۔



خلاصہ یہ ہے کہ پوری انسانی آبادی گناہوں کے بوجھ سے دبی ہوئی تھی۔ ایسے بھیانک وقت میں ضرورت تھی کہ ایک رہبر اعظم کی ایسے ماحول میں ضرورت تھی ایک مونس وغمخوار کی۔ ایسے پرفتن دور میں حاجت تھی ایک ایسے ہادی کی جو گمراہ لوگوں کو راہِ راست پر لائے۔ ایسے تاریک ماحول میں ضرورت تھی ایک ایسے نور کی جو توحید کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو شمع فروزاں کی شکل میں اجاگر کر دے ایسے ماحول میں ضرورت تھی ایک ایسے ماہتاب کی جو ماہتاب نبوت بن کر ضلالت وگمراہی کے دبیز پردے

(باقی ص ۴۳ پر)

از: حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی دام ظلہ العالی

فتوائے تقبیل مزارِ ولی

مزارات اولیائے کرام (علیہم رحمۃ المنعام) کے چومنے کو کفر یا شرک کہنا وہابیوں، دیوبندیوں کا طریقہ ہے اور مزارات بزرگان دین کے بوسے کو باتفاق واجماعِ فقہا ناجائز سمجھنا سُنیوں کی نادانی ہے۔ ملاحظہ ہو فتوائے مبارکہ حضور پرنور امام اہلسنت اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت رضی المولی تعالی عنہ وارضاہ عنا فی الدارین۔

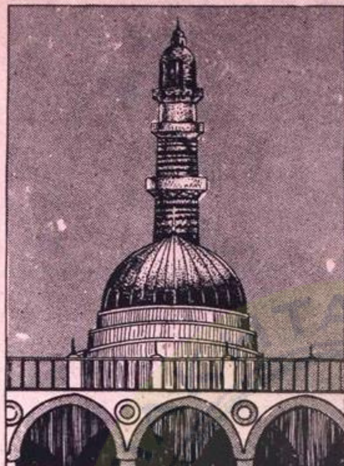
فی الواقع بوسئہ قبر میں علماء مختلف ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے دو چیزوں داعی و مانع کے درمیان داعی محبت ہے اور مانع ادب تو جسے غلبۂ محبت ہو اس پر مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے ثابت ہے اور عوام کے لیے منع ہی احوط ہے۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزار اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو پھر تقبیل کی کیا سبیل عالم مدینہ علامہ سید نور الدین سمہودی قدس اللہ سرہ خلاصۃ الوفا شریف میں جدار مزار انور کے لمس و تقبیل وطواف سے ممانعت کے اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں۔

وفی کتاب العلل والسؤالات لعبد اللّٰہ بن احمد بن حنبل سالت ابی عن الرجل یمس منبر النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم یتبرک بمسہ وتقبیلہ ویفعل بالقبر مثل ذلک رجاء ثواب اللّٰہ تعالی فقال لا باس بہ یعنی امام احمد بن حنبل کے صاحبزادہ امام عبداللہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا۔ کوئی شخص نبی صلی اللہ تعالی علیہ آلہ وسلم کے منبر کو چھوتے اور بوسہ دے اور ثواب الہی کی امید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے۔ فرمایا،

اس میں کچھ حرج نہیں۔ امام اجل تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی سبکی قدس سرہ، شفاء السقام پھر سید نورالدین خلاصۃ الوفا میں براویۃ یحییٰ بن الحسن عن عمر بن خالد عن ابی نباتۃ عن کثیر بن یزید عن المطلب بن عبداللہ بن حنطب ذکر فرماتے ہیں کہ مروان نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مزار اعطر سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے لپٹے ہوتے ہیں اور قبر شریف پر اپنا منھ رکھے ہیں۔ مروان نے انکی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ تم کیا کر رہے ہو۔ انھوں نے اس کی طرف منھ کیا اور فرمایا نعم انی لم اٰت الحجر انما جئت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم ہاں میں سنگدل کے پاس نہ آیا میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے سنا لا تبکوا علی الدین اذا ولیہ اھلہ ولکن ابکوا علی الدین اذا ولیہ غیر اھلہ دین پر نہ روؤ جب اس کا والی اس کا اہل ہو ہاں دین پر روؤ جب نا اہل اس کا والی ہو۔ سید قدس سرہ، فرماتے ہیں

رواہ احمد بسند حسن امام احمد نے یہ حدیث بسند حسن روایت فرمائی۔ نیز فرماتے ہیں۔

روی ابن عساکر بسند جید عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان بلالا رای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم وھو یقول لہ ماھذہ الجفوۃ یا بلال اما اٰن لک ان تزورنی فانتبہ حزینا خائفا فرکب راحلتہ وقصد المدینۃ فاتی قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم فجعل یبکی عندہ ویمرغ وجھہ علیہ یعنی ابن عساکر نے بسند صحیح ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو چلے گئے تھے۔ ایک رات خواب دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اُن سے فرماتے ہیں۔ اے بلال یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ تو ہماری زیارت کو حاضر ہو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصدِ زیارت اقدس



سوار ہوئے۔ مزار پرانوار پر حاضر ہوکر رونا شروع کیا اور منھ قبر شریف پر ملتے تھے امام حافظ عبدالغنی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں۔

لیس الاعتماد فی السفر للزیارۃ علی مجرد منامہ بل فعلہ ذلک والصحابۃ متوفرون ولم تخف عنیھما القلہ

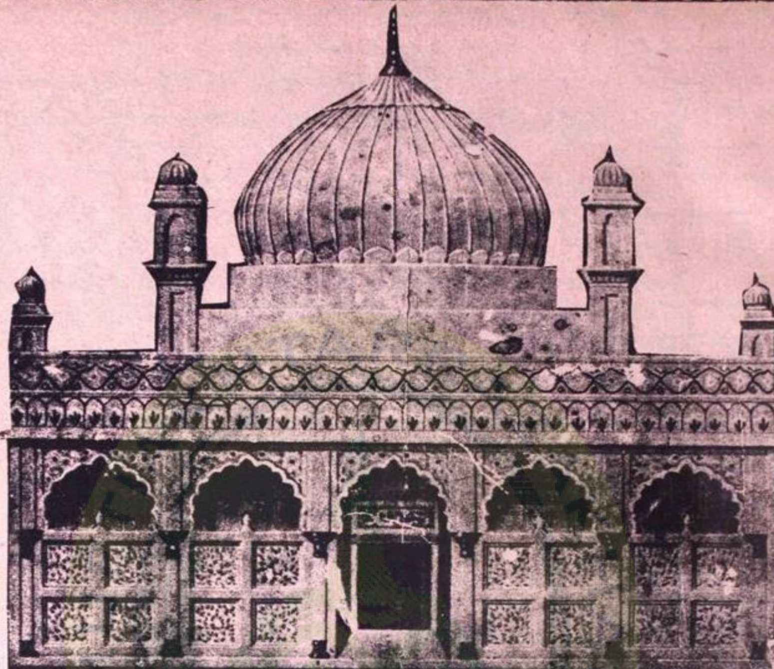
یعنی زیارت اقدس کے لیے شدالرحال کرنے میں ہم فقط خواب پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اس پر کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بکثرت موجود تھے اور انہیں معلوم ہوا اور کسی نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔ عالم مدینہ فرماتے ہیں۔

ذکر الخطیب بن حملۃ ان بلالا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضع خدیہ علی القبر الشریف وان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان یضع یدہ الیمنی علیہ ثم قال ولاشک ان الاستغراق فی المحبۃ یحمل علی الاذن فی ذلک والقصد بہ التعظیم والناس تختلف مراتبھم کما فی الحیٰوۃ فمنھم من لا یملک نفسہ بل یبادر الیہ ومنھم من فیہ اناۃ فیتاخر اھ ونقل عن ابن ابی الصیف والمحب الطبری جواز تقبیل قبور الصالحین وعن اسمٰعیل التیمی قال کان ابن المنکدر یصیبہ الصمات فکان یقوم فیضع خدہ علی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم فعوتب فی ذلک فقال انہ یستشفی بقبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یعنی خطیب بن حملہ نے ذکر کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر انور پر اپنے دونوں رخسارے رکھے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا داہنا ہاتھ اس پر رکھتے پھر کہا۔ شک نہیں کہ محبت میں استغراق اس میں اذن پر باعث ہوتا ہے اور اس سے مقصود تعظیم ہے اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں جیسے زندگی میں کوئی بے اختیارانہ اس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے وہ پیچھے رہتا ہے اور ابن ابی الصیف اور امام محب طبری سے نقل کیا کہ مزارات اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے اور اسمٰعیل تیمی سے نقل کیا کہ ابن المنکدر تابعی کو ایک مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہو جاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسار قبر انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر رکھتے کسی نے اعتراض کیا۔ فرمایا۔ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مزار اقدس سے شفا حاصل کرتا ہوں۔ علامہ شیخ عبدالقادر فاکہی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل میں فرماتے ہیں۔

تمریغ الوجہ والخد واللحیۃ بتراب الحضرۃ الشریفۃ واعتابھا فی زمن الخلوۃ المامون فیھا توھم عامی محذورا شرعیا بسببہ امر محبوب حسن لطلا بیھا وامر لا باس بہ فیما یظھر لکن لمن کان لہ فی ذلک قصد صالح وحملہ علیہ فرط الشوق والحب لطافح

یعنی خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائے گا۔ ایسے وقت بارگاہ اقدس کی مٹی اور آستانہ پر اپنا منھ اور رخسارہ اور داڑھی رگڑنا مستحب اور مستحسن ہے جس میں کوئی حرج معلوم



نہیں۔ مگر اس کے لیے جس کی نیت اچھی ہو اور افراط شوق اور غلبۂ محبت اس پر باعث ہو پھر فرماتے ہیں۔

علا انی اتحفك بامر
یلوح لك منه المعنی
بات الشیخ الامام السبکی
وضع حر وجه علی لبساط
دار الحدیث التی مسها
قدم النودی لینال برکة
قدمه وتیوه بمزید
عظمة کما اشار الی ذلك
بقوله وفی دار الحدیث
لطیف معنی + الی لبسط
له اصبو وادی + لعلی
ان اقال بحر وجهی
مکانا مسه قدم النواوی

دبان شیخنا تاج
العار فین امام السنة
خاتمة المجتهد ین
کان یمرغ وجهه
ولحیته علی عتبة البیت
الحرام بحر اسماعیل

یعنی علاوہ بریں میں تجھے یہاں ایک ایسا تحفہ دیتا ہوں جس سے معنی تجھ پر ظاہر ہو جائیں وہ یہ کہ امام اجل تقی الملۃ والدین سبکی دار الحدیث کے اس بچھونے پر جس پر امام نووی قدس سرہٗ العزیز قدم مبارک رکھتے تھے۔ ان کے قدم کی برکت لینے اور ان کی زیارت تعظیم کے شہرہ دینے کو اپنا چہرہ اس پر ملا کرتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ دار الحدیث میں ایک لطیف معنی ہیں جن کے ظاہر کرنے کا مجھے عشق ہے کہ شاید میرا

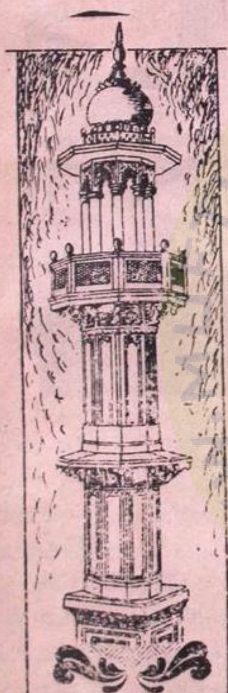
چہرہ پہنچ جائے۔ اس جگہ پر جس کو قدم نوذی نے چھوا تھا اور ہمارے شیخ تاج العارفین امام سنت خاتمۃ المجتہدین آستانہ بیت الحرام میں حطیم شریف پر جہاں سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کا مزار کریم ہے اپنا چہرہ اور ڈاڑھی ملا کرتے تھے۔ بالجملہ یہ کوئی امر ایسا نہیں جس پر انکار واجب کہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اجلہ ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے تو اس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں۔ اگرچہ ہمارے نزدیک عوام کو اس سے بچنے ہی میں احتیاط ہے امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں۔

المسئلة متی امکن تخریجها علی قول من الاقوال فی مذهبنا او مذهب غیرنا فلیست بمنکر یجب انکاره والنهی عنه وانما المنکر ما وقع الاجماع علی حرمته والنهی عنه والله تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

علہ: احوط۔ ما هو خلاف الاحوط والاحتیاط لیس حراما ولا مکروها تحریمیا کما مقابل الاصح والارجح لیس بحرام بل هو صحیح وراجح والعمل علیه جائز، ولا یخفی علی اهل العلم فمن شاء التحقیق فلیرجع الی الشامی والقول انه من عادات النساری فله اجوبة منها ان کل عادة لا تکون شعارا وما فعل سیدنا بلال رضی المولیٰ تعالیٰ عنه وارضاه عنا فی الدارین عند الصحابة رضوان الله تعالیٰ علیهم کیف یکون من عاداتهم بان یکون شعارا لهم وهم اعلم منا بشعارهم وعاداتهم وما فعل المشائخ العرفاء وامروا اتباعهم کیف یکون حراما قطعا وسیدنا اعلیحضرت المجدد الاعظم ارجع من المدینة المنورة الی الاجمیر المقدس سحرا ثم خرج بعد الفاتحة ولم یقبل تربة قدس سره، فسمع ما سمع من قائل فرجع و دخل وقبل وقال هذا صوت مجلس السلطان هذه الواقعة بین محمد ومنا مولینا السید حسین علی الرضوی وکیل الجاورة



مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

احمد حسین قادری

تھانہ لسٹم کوارٹر سے ایک دن اسی نگر میں تھانہ شہر کے قلب میں بھٹک رہا تھا کہ یہاں کوئی سنی قبرستان بھی ہے یا نہیں تو تلاش بسیار کے بعد ایک پھیری والے مسلمان معمر شخص نے میری رہنمائی کی کہ سنی قبرستان اسٹیشن روڈ جس کا نیا نام شیواجی پتھ ہے۔ ایک بہت بڑا قبرستان ہے۔ خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ اسی قبرستان سے منسلک ایک سنی مسجد بھی ہے میں بغیر کسی تامل کے وہاں چلا گیا جمعہ کا دن تھا نماز جمعہ ادا کرنا تھا جمعہ کے بعد مصلیان مسجد میں سے جناب محمد بشیر اعظمی سے ملاقات ہوئی ان سے میں نے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ٹرسٹیانِ مسجد اس مسجد میں صلاۃ وسلام باواز بلند پڑھنے پر پابندی عائد کر چکے ہیں۔ مگر ہم لوگ الحمد للہ مذہب



مزار پاک حضور مجاہد ملت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمن

اہلسنت کے پیرو ہیں۔ دوسری بار نماز عید اضحیٰ بھی اسی مسجد میں پڑھنے گیا تو وقت سے قبل پہنچ گیا تب معلوم ہوا کہ یہاں تقریر کرنے والا کوئی سنی عالم دین موجود ہی نہیں ہے۔ امام صاحب تقریر نہیں کرتے۔ ایک صاحب تقریر کرنے خود ہی مخلصانہ طور پر کھڑے ہوئے اور ولایت کے موضوع پر ایک عالمانہ تقریر کی

بعد نماز میں نے تحقیق کرنا شروع کیا تو مؤذن حافظ غلام مصطفیٰ بنگالی نے بطور خاص بتایا کہ یہ امام صلح کلی ہے اور جو صاحب تقریر کر رہے تھے وہ ندوی ہیں۔ میں نے ندوی صاحب کو لپک کر روکا اور باز پرس کی تو انھوں نے اپنے مذہب کا انکشاف کیا اور کہا بھائی صاحب ہم بریلوی نہیں ہیں ندوی ہیں۔ بہر کیف میں نے دیکھا کہ نمازیوں کی اکثریت سنیوں کی ہے۔ وہابی ندوی حضرات نقاب اوڑھے سنی قادری بن بن کر بھولے بھالے مسلمانوں کو فریب میں مبتلا کیے ہوئے ہیں۔ ذمہ داران محلہ سے میں نے رابطہ کیا تو انھوں نے کہا یہاں کے باشندے سبھی سنی ہیں مگر غریب ہیں۔ امیر لوگ ٹرسٹی ہیں جو دوسرے محلے تھانہ مہاگری میں رہتے ہیں۔ انھوں نے یہ مسجد تعمیر کروایا ہے۔ مگر نوجوانوں کی ایک

کیٹی وجود میں آتی ہے۔ جس کا نام اتحاد المسلمین نیگ کیٹی تھانہ ہے موذن صاحب نے مجھے بار بار میری آفس میں آکر مجھے بتایا کہ اگر آپ کوشش کریں تو اس سنی مسجد کا امام نکال دیا جائے اور آپ ہی کوئی متصلب سنی مسلمان ہو جو عالمِ دین بھی ہو لے آئیں۔ میں نے سب کام ترک کر کے مولانا فخر الدین عزیزی اور مولانا عبد الجبار ماہر القادری سے رابطہ کیا اور آسانی کے ساتھ مولانا عبد الغفار مصباحی مجھے مل گئے۔ بڑے نیک مخلص اور ملنسار لگے۔ ان کے سامنے جب سارا معاملہ رکھا گیا تو بڑی خوشی کے ساتھ امامت وخطابت پر راضی ہو گئے۔ ایک ماہ آٹھ دن ہو گیا ہے۔ یہی صاحب امامت کر رہے ہیں۔ جمعہ کی تقاریر سے نمازیوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ نوجوان کمیٹی کے سبھی ممبر وہابی، ندوی اور تبلیغی لوگوں سے بیزار ہو گئے ہیں۔ اب تو عشاء بعد درسِ قرآن درسِ حدیث کا بھی سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔ الحمد للہ سنی مسجد تھانہ پر سنیت کو غلبہ حاصل ہوا۔ مسلک رضویت کا پرچم لہرانے لگا۔ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام کی مسحور کن صدا سے پوری فضا گونج رہی ہے۔

ایڈیٹر کی ڈاک

مبلغ رضویت مفکر ملت حضرت مولانا عبد النعیم عزیزی صاحب قبلہ
(چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا)
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آج میں نے "سنی دنیا" کے دو تازہ شماروں کا مطالعہ ختم کیا۔ پرسوں پیر شریف کی صبح سالانہ شرح خریداری مبلغ پچاس روپیہ آپ کے ادارے کے نام بذریعہ منی آرڈر کر رہا ہوں۔ مرکز کی نقل وحرکت سے آگاہی کا یہی ایک ذریعہ میری سمجھ میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ دار العلوم محبوب سبحانی کرلا بمبئی میں آپ کی ولولہ انگیز تقریر سماعت کرنے کا شرف بندہ احقر کو حاصل ہوا۔ مگر جب آپ کی جولانگاہ اور قلوب کو مسخر کرنے والی دلآویز تحریر پڑھنے کا بھی اتفاق ہوا تو میں یہ اظہار کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب محسوس کرتا ہوں کہ آپ ایک مرکزی مبلغ کے اعلیٰ قدر صفات اور اعلیٰ علمی صلاحیت سے متصف ہیں۔ مرکز کا مستحکم رہنا اس امر کا متقاضی ہے کہ مرکز کے داتر سے بھی اسی قدر مضبوط اور مستحکم رہیں۔ گروہ بندی اور طبقاتی چپقلش پر کڑی نگاہ رکھی جائے اور مرکزیت کو مزید تقویت بخشنے کی سعی پیہم بھی کی جائے۔

ماہنامہ "سنی دنیا" مرکز کا ترجمان ہے۔ اس ماہنامے کے مضامین بھی اسی معیار کے ہیں۔ یہ دیکھ کر انبساط روحانی کیف وسرور حاصل ہوا۔ نوز مبین کی اشاعت کا مشاہدہ کرنے کے بعد موجودہ مرکزی افراد کی وسعتِ ذہنی اور فراخ قلبی کا بھی قدرے اندازہ ہوا۔ الحمد للہ عشق وعرفان کے ساتھ علوم وفنون کا مرکز بھی بریلی شریف ہے۔ اسی لیے ہم غلامانِ نوری بصد فخر وسرور برملا اور اعلانیہ اپنی محلبوں میں احبابِ اہلسنت سے کہتے بھی ہیں کہ بیشک ہمارا مرکز بریلی ہی ہے

"ایک مرکز یہ ہے اپنا دیوانہ پن"

چشم فلک ہے اشکبار کیوں؟

از: عطاء محمد رضوی اترولوی گونڈوی

آہ! افسوس ہی افسوس کا پہرہ آج ہر مسلم اپنے فرائض سے بے بہرہ ہے۔ حالانکہ یہی وہ قوم جس کے ماضی کی داستانِ بے مثال تاریخ کے لیے طرۂ امتیاز اور سرمایۂ افتخار رہی ہے۔ جس کی شان و شوکت عروج ارتقاء، حشمت و وقار، صداقت پسندی، معدلت گستری، قلت کے باوجود طاغوتی اکثریت کی سرکوبی دنیا اور دولت، دنیا اور اس کے فانی لذات کو ٹھوکر مار کر خلوص و للّٰہیت پر گامزن رہنے کے احوال آج بھی پر سکون سینۂ گیتی میں محفوظ اور چشم فلک میں معکوس ہیں۔ مگر آج ہمارے زوال و انحطاط کا مشاہدہ کرکے ہماری غیرت و خودداری اور عروج و ارتقاء کا شیرازہ بکھرتے دیکھ کر یہ جہاں دیدہ زمین ہم پر ماتم کناں اور چشم فلک اشکبار ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ آج جب بھی ہمارا کوئی قدم اٹھتا ہے تو لہو ولعب، کھیل تماشہ، عیب جوئی دروغ گوئی، غیبت چغلی، خرافات ناچ، گانا، سینما، ٹی۔ وی ڈھول تاشہ، قوالی — غرضیکہ تمام خرافات کی جانب — پھر بھی بس نہیں اکتفا نہیں — آخر یہ اسلام کیساتھ مذاق کیوں اور کب تک کوئی حد ہے — اب بھی عملی جامہ نہیں پہنو گے تو کب؟ — اب تو تمہاری حالت میں تغیر آنا چاہیے تم میں اتحاد ختم ہوا۔ تمہاری غیرت اب بھی بیدار نہیں ہوئی تمہارے حق مذہب اہل سنت وجماعت سے مختلف لوگوں نے اپنا منہ موڑ لیا۔ بیچارے بھولے بھالے ظاہری ٹیپ ٹاپ دیکھ کر حق کو چھوڑ رہے ہیں۔ اگر ایسے آزاد چھوڑ دوگے تو تم کہاں جاؤ گے۔ وہ تو تم جانتے ہو۔ بارگاہِ خداوندی میں کیا جواب دوگے — کیا سماجی ناسور اختتام پذیر نہ ہوگا؟ — مگر کب! جب ہم راہ اتحاد پر آکر حبلِ متین کو تھام لیں۔

وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

(پ ۲۶، ع ۱۳، حجرات)

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ۔

(کنز الایمان)

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

(پ ۴، ع ۲، آل عمران)

(پ ۴ ۔ ع ۲) سورہ آلِ عمران)

ترجمہ: اور اللہ کی رسی مضبوطی سے تھام لو۔ سب مل کر۔ اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔ (کنز الایمان)

تو اب گذارش ہے۔ عرض ہے ان علمائے کرام کی بارگاہ میں جو بغیر سوچے سمجھے دنیوی نام ونمود و ثروت کی خاطر آپ اپنے پیر میں کلہاڑی مارنے کے لیے تیار ہیں۔ پھر بھی ابھی زمانہ دور نہیں گیا۔ وقت ہے۔ ابھی اوقات ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ قوم اقتدار کرنے کو تیار ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بوتے عنانیت کو دور کرنا ہوگا۔ خو بُرے انسانیت کو اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا۔ کیوں؟ — اس لیے کہ قوم کتنی ہی زیادہ بگڑی ہوتی کیوں نہ ہو مگر اپنے رہبر اپنے پیشوا کو گندگی میں ملوث دیکھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ قوم کو پردہ پوشی کرنا چاہیے مگر وہ بھی دوسروں کو دیکھ کر مجبور ہے۔ کچھ شیطانی خصلت لوگوں کے لبادہ کو دیکھ کر چکر میں آجاتے ہیں۔ تو اب ضرورت ہے اپنے اندر کے حالات سدھارنے کی ضرورت ہے اپنی ذمہ داری سمجھنے کی۔ ضرورت ہے آپس میں اختلاف ختم کرنے کی۔ یہ حضرات یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ ہم قوم کو کیا دیں — کیا نہ دیں۔ ہم کیسے پیش آئیں۔

مگر آہ رے ہم — یہ ہم! ہم والا مسئلہ ہے کہ سُدھرنے نہیں دیتا۔ راہ پر لگنے نہیں دیتا — اس نے تو بڑوں بڑوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اچھے اچھوں کو تحت الثریٰ میں ڈال دیا ہے بڑے سے بڑے جاہ وحشمت والے کی کھٹیا کھڑی کر دی ہے۔ اتنا سمجھنے کے باوجود محو غفلت ہیں ارشاد ہے۔

صنفان من امتی
اذا صلحا صلحت الامة
کلھا واذا فسدا
فسدت الامة
کلھا الامراء والعلماء

دو جماعتیں ہیں کہ اگر یہ درست رہیں تو قوم بھی درست رہے گی اور اگر یہ بہک جائیں تو قوم بھی بگڑ جاتے گی — بادشاہ اور علماء

ملت کے فنا اور بقا کے لیے جن دو طبقوں کو بنیاد و معیار قرار دیا گیا ہے ان میں ایک فرمانروایان



اسلام ہیں دوسرے علمائے کرام — اسلامی سلاطین تو اپنی کتاب زندگی بند کر گئے ہیں۔ اب اُس قوم کی موت اور زندگی کی زمام علماء کے ہاتھوں میں ہے۔ خواہ ہم اور آپ بھول جائیں۔ مگر کیا تاریخ بھی اس آفتاب بکف حقیقت کو فراموش کر سکتی ہے؟ — نہیں ہرگز نہیں — پھر ہم کہنا چاہتے ہیں کہ قوم آخر گمرہی کی دلدل میں دھنستی کیوں جا رہی ہے۔ آخر یہ مصلحتیں جن کا بیان ہوا یہ خواب



خرگوش میں کیوں پڑے ہوئے ہیں
آج یہ مذہب حق کے ماننے والے اہلسنت وجماعت سے نابلد نظر آتے ہیں! آخر یہ کیوں؟ حق پر ہوتے ہوئے بھی حق شناسی سے ناآشنا نظر آتے ہیں۔ ان سب کی واحد وجہ علماء کا آپس میں اختلاف بیجا اور جاہ وشہرت کی طلب۔ تعمیری وتصنیفی کاموں سے بہت دوری۔ تبلیغی کام سے بے اعتنائی اصلاحی کام سے بے رغبتی۔ اب صرف شہر شہر دیہات دیہات قصبہ قصبہ کانفرنسیں منعقد ہورہی ہیں۔ اسٹیجوں پر صرف لکچر باقی رہ گئے ہیں۔ اتنی تقریریں ہورہی ہیں۔ کیاان سے کچھ فائدہ ہورہا ہے۔ اثر کیا ہوگا۔ جو اثر تھا وہ بھی ختم ہورہا ہے۔ جو فائدے ملتے تھے اب تو وہ صرف خطباء کی نفس پرستی پر قربان ہورہے ہیں۔ ؎

سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ چھیڑوں داستاں کیسے
ہنساؤں تو بغاوت ہے رُلاؤں تو بغاوت ہے

افسوس! آج کے علماء و مقررین — ذرا غور کیجئے ایروپلین سے اتر رہے ہیں۔ ٹرین ایکسپریس سے تشریف لارہے ہیں۔ بذریعہ ایمبیڈر، ماروتی اسٹیشن سے استقبال ہورہا ہے۔ قائد ملت مجاہد ملت، فلاں صاحب فلاں صاحب جیسے عظیم عظیم نعرے لگ رہے ہیں۔ گاڑی اپنی رفتار کو تیز کرکے جلد سے جلد اسٹیج کے قریب لاکر چھوڑتی ہے۔ حضرت نے کچھ گچھے دار تقریر فرمائی۔ تقریر کیا کی — خفتہ قوم کو اور سُلادیا پھر اب کیا مہمان خانہ اسپیشل روم میں تشریف لے گئے۔ نام لینا۔ خرّ دانے لگے۔ مؤذن نے صبح اپنی ڈیوٹی پر آکر آواز دینا شروع کیا۔ "حیّ علی الصلوٰۃ" نماز کی طرف بلانا شروع کیا۔ "الصلوٰۃ خیر من النوم" جیسی پر کیف صدائیں ماحول کو سازگار بنارہی ہیں۔ اہل ایمان حضرات کو خدا کی عبادت کی دعوت دی جارہی ہے — خوش نصیب حضرات نے تو لبیک کہا اور حاضر ہوگئے۔ مگر وہی جنھوں نے رات کو تین چار بجے تک چیخیں لگائیں تھیں یہ کرو، وہ کرو، ایسا کرو، ویسا نہ کرو۔ اب خود ویسا نہ کرو والے جملے میں گرفتار ہیں۔ خورشید صبح نے اپنی ضیا پاشیاں شروع کردیے اب اس راز کو کون سمجھے، کیا ہو رہا ہے۔ بیداری کے بعد اپنا نذرانہ لیا اور راستہ سدھارا — یہ تھی حضرت کی کاوش کہ صبح چار بجے تک لوگوں کو بٹھائے رکھا۔ جب ضرورت آتی تو خود گئے۔ دو چار کو اور کبھی جو بھولے سے — نماز پڑھتے تھے۔ ان کو بھی ہمراہ لے گئے۔ یہ حضرت آتے تھے درس قرآن، درس حدیث، تبلیغ دین متین کرنے۔ مگر افسوس! ایسے مقررین کی اداکاریوں پر ایسے مقررین کے رنگینیوں پر کہ خود بدنام ہوتے اور جماعت کو بھی بدنام کر گئے۔ اب جو بیچارے باعمل علماء رہ گئے تھے وہ بھی اُنہیں کی صف میں آگئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ ضروری ہے" انکی قدر"


مزارِ مبارک حضرت بابا فرید الدین گنج شکر پیر و مرشد حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر

(جن کی قدر نہ کرنی چاہیئے تھی اور جو پابند صوم وصلوٰۃ ہیں ان کو بے قدر چھوڑ دیا۔ کیا ایسے مقررین حضرات سے عوام درست ہونگے؟ نہیں، ہرگز نہیں، بلکہ بے راہ ہوں گے اور ہو رہے ہیں۔ اب وہ معزز اور با وقار علماء — جن پر دنیا آج بھی رشک کرتی ہے۔ نہ وہ سفر کی پرواہ کریں۔ نہ حضر کی۔ نہ خطر کی۔ ہر جگہ نیک گوئی پابندی، سچائی کو ملحوظ رکھتے ہیں آخر اس قسم کے گنے چنے علماء ہیں ان کو کچھ ایسے ہی مقررین نے اور اندھے مقلدین نے بے قدر کر رکھا ہے۔ یہ چند وہ علماء ہیں — کہ اسٹیج تو چھوڑو، راستوں میں دیدار سے، طور طریقہ سے انداز وتدبر سے کتنے لوگ مستفیض ہوتے ہیں۔ سدھار جاتے ہیں اور میں تو کہوں گا۔ یہی چند ہیں جنھوں نے آبروئے سنیت کو بچا رکھا ہے۔ ورنہ اس اختلاف پر بچنا دشوار تھا۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جس کو آپ اپنی حالت بدلنے کا

پھر آخر یہ قوم سلگ کیوں رہی ہے — چند وجوہ ہیں۔

(۱) لائق قدر علماء کی بے قدری (۲) بے عمل خطباء وعلماء ومدرسین کی فراوانی (۳) آپس میں غیر معیاری اختلاف (۴) ذرا ذرا سی بات پر کتا بچہ پرچہ بازی (۵) مدارس اسلامیہ میں طلباء کی آزادی نماز وعمل سے بے رغبتی (۶) خود قوم میں سمجھنے کی صلاحیت نہیں (۷) تصنیفی وتبلیغی کاموں سے بہت دوری (۸) سنیوں میں اخلاقیات سے عداوت۔

سمجھ میں بات نہیں آتی کہ ہم مسلک حق پر ہونے کے باوجود ان امراض میں کیوں مبتلا ہیں۔ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع مرض کے لیے ہمیں بہترین تدبیر اور دوا مرحمت فرمائی ہے۔ اس عطا کردہ دوا کو ہم استعمال میں کیوں نہیں لاتے۔ اسوۂ رسول کو کیوں نہیں اپناتے جس کو قرآن مقدس خود یوں فرماتا ہے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (پ ۲۳، ع ۱۹)

(ترجمہ) بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے (کنز الایمان)

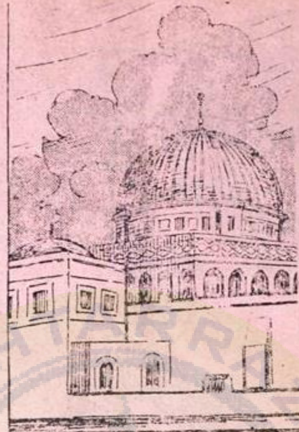
اس آیت کریمہ کے پیش نظر ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ جو آپسی اختلافات ہیں اور آئے دن بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کو ختم کیا جائے۔ مسائل کی تحقیق کرنا بہت بہتر ہے۔ مسائل کے پیچ وخم سے واقف ہونا بے حد ضروری ہے مگر قاعدے سے سنبھل کر۔ الجھ کر نہیں۔ بلکہ اپنے ہمعصر علماء کے ساتھ بیٹھ کر۔ مشورہ کر کے انسانیت کے ساتھ سلجھانا چاہیے۔

مگر افسوس یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ توہین ہوگی — ذلت کا خطرہ ہے۔ مریدین میں، حلقہ والوں میں رسوائی کا اندیشہ ہے کہ وہ ان سے مسئلہ سمجھنے گئے تھے۔ خود کو غیرت لگے گی۔ کیسے جائیں۔ کہیں میں نے جو سمجھا ہے وہ غلط نہ ہو جائے۔ ساری عزت و وقار پانی میں مل جاتے۔ بخدا ایسا نہ ہوگا۔ یہ ان کے اذہان کا قصور ہے کہ ایسے فاسد اوہام کو اپنے ذہن وفکر میں لاکر طرح طرح کے اختلافات پیدا کرنے لگتے ہیں۔ واقعی اختلافات کی جانب ذہن سبقت بھی نہ کرے گا۔ ذرا اتحاد سے مل کر کام تو کیجئے۔



اپنی اس بو تے انانیت، کو ختم تو کیجئے پر چے بازی کتا بچہ بازی، آپسی عناد وبغض کو ختم تو کر کے دیکھئے۔ خود آپ بھی سدھر جائیں گے۔ قوم بھی آپ کی اتباع کرے گی۔ مستحق ثواب بھی ہوں گے۔ آج تقریبًا دس گیارہ مسائل انتہائی اہم بن چکے ہیں۔ گویا انہیں پر دین وملت پر اساس قائم ہے۔ حالانکہ ان کا یہ درجہ نہیں لیکن ان کے پیچھے "کچھ کی خاطر" اسے اہم ترین مرتبہ دے رکھا ہے قطعًا ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس سے محض قوم کو مختلف گروہوں میں تقسیم کرنا ہے اور یہ بہت ہی گری ہوتی بات ہے۔ کیا آنکھوں کو بند کیے ہوتے ہیں۔ دیکھتے نہیں کیا عقل وفہم زائل ہو چکی ہیں۔ سمجھتے نہیں۔ انہیں ساری وجہوں کی بنا پر قوم اس گھٹا ٹوپ ظلمت وتاریکی کی طرف سبقت کر رہی ہے۔ جو ظاہری اعتبار سے بہت روشن نظر آتی ہے اور اندر کھوکھلی اور تاریک ہے۔ مگر قوم کیا کرے۔ اس کے ذمہ دار آپ ہی ہوں گے۔

مدارس کا قیام کوئی بہت اہم کام نہیں۔ مگر ان کا اہتمام ان کو صحیح ڈھنگ سے چلانا یہ بہت دشوار مرحلہ ہے۔ ہر مدرسہ میں ضرورت ہے۔ تبلیغ کے اسرار ورموز سکھانے کی بچپن سے ہی تربیت دینا ضروری ہے۔ آزادروی پر پابندی ہوتا تاکہ یہ قوم کو آگے چل کر بگاڑنے کے بجائے



سدھاریں۔ خود سدھریں۔

نماز ایک ایسی عبادت ہے خواہ ہوں خواہ اس کے ذریعہ فلاح کی راہ پاتے ہیں۔ ان کے مقامات بھی ان کے ذریعہ بلند ہوتے ہیں نماز چونکہ نیاز مندی کا ایک ثبوت ہے اس لیے خداوند بے نیاز اس صدقے میں اپنے بندوں کو دنیا ہی میں سرفرازی وسربلندی عطا فرماتا ہے۔ زکوٰۃ دراصل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ہے۔ زکوٰۃ ایک ڈھال جو مسلمانوں کو نفس کی شرارتوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

روزہ باطنی عبادت ہے ظاہر سے اس کا کوئی تعلق وعلاقہ نہیں۔ حدیث قدسی کا مضمون ہے۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزِیْ بِہٖ۔

روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزا دیتا ہوں۔ عمل علم کا محتاج ہے اور علم عمل کا طلبگار ہے۔ ایک مسلمان کی زندگی کا کمال یہی ہے کہ اس میں علم وعمل کی ہم آہنگی ہو۔ عمل کتنا ہی اچھا ہو بغیر علم کے بے فائدہ ہے۔ آپ یوں سمجھیں کہ کسی کو عمل کی دھن سوار ہو کہ ہر جگہ اور ہر وقت نماز ہی پڑھتا رہتا ہے۔ یا ہر روز روزہ ہی رکھتا ہے۔ اتنا بڑا عامل ہے کہ عید کے دن بھی روزہ رکھتا ہے۔ اور اپنی کمائی کی ساری رقم خیرات وصدقات میں صرف کر دیتا ہے۔ ہر ماہ خانہ کعبہ کی زیارت کرتا ہے۔ نہ نماز وروزہ کے ناجائز اوقات کا خیال۔ نہ زکوٰۃ وصدقات کے مستحق وغیر مستحق کا خیال۔ نہ اہل وعیال اور اعزا واقربا کی فکر۔ بس عبادت ہی عبادت، ۔ ایسا عابد ثواب کا مستحق ہوگا؟ نہیں۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ اس لئے عمل تو کیا مگر ان احکام کے ماتحت نہیں کیا۔ جو اللہ ورسول نے



نافذ کیا ہے۔ ایسا ہوا کیوں؟ اس لیے کہ عمل کو علم کی ضرورت ہے۔ ثابت ہوا کہ علم کسی شے کے تابع ہے اور اس کے احکام کے جاننے کا آلہ صرف علم ہے بالکل ایسے ہی وہ علم لاعلمی کے برابر ہو جاتا ہے جس پر عمل نہ ہو۔ محض کسی چیز کا علم حاصل کرنا کافی نہیں ہوتا۔

آج وہ دور ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ کہ لوگوں نے دولت کی طلب حرص ولالچ کا نام شریعت اور تکبر وجاہ وریاست کا نام عزت وعلم، ریا ونمود کا نام خوف الٰہی۔ اور دل میں کینہ وحسد رکھنے کا نام حلم وبردباری، لڑائی وجھگڑے کا نام بحث ومباحثہ، ہزیان طبع ہونے کا نام معرفت، نفسانی باتوں اور نفس کی شہوتوں نفس کی شہوتوں کا نام محبت۔ خدا کی راہ سے منحرف اور بے دین ہونے کا نام فقر۔ حق تعالیٰ اور آخرت سے دور ہونے کا نام فنافی اللہ۔ ترک شریعت کا نام طریقت۔ اسٹیجوں پر چیخنے کا نام تبلیغ۔

حضرت رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے

من دعا الٰی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لا ینقص ذالك





من اجورھم شئیا ومن دعا الٰی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ لا ینقص ذالك من آثامھم شئیا (مشکوٰۃ شریف ص۲۹)

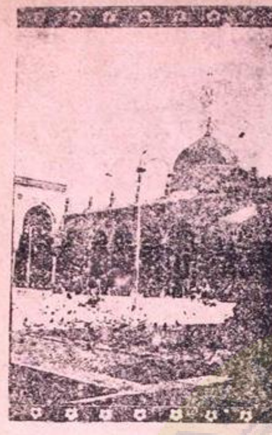
جس نے ہدایت کی طرف بلایا اس کے لیے اس ہدایت پر چلنے والوں کے مثل ثواب ہے اس کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔ اور جس نے گمراہی کی طرف دعوت دی اس پر گناہ کے تمام مرتکبین کے مثل گناہ ہوگا۔ اس کے گناہ سے کچھ کمی نہ ہوگی۔

تو اب میں اس سے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسائل مختلف فیہ ایسے ہیں۔ خواہ وہ اللہ میاں کا مسئلہ ہو، یا ٹی۔ وی وقوالی کے جواز کا، یا مکن پور کا، یا اوجھڑی کا، یا فوٹو کے جواز کا، یا واللہ اکبر کا، یا قیوم کا، یا سجدۂ تعظیمی کا یا اور بھی کوئی اس قسم کا مسئلہ ہو۔ ان سب کے بارے میں میرا نظریہ یہ ہے کہ یہ ایسے مسائل ہیں کہ جن کے بغیر نہ تو کوئی کام رکے گا۔ ور انکے نہ کرنے پر کوئی مواخذہ بھی نہ ہوگا۔ گنہگار بھی نہ ہوں گے۔ ہاں ایک بات جو ختم ہوگی وہ یہ کہ ثروت ہاتھ نہ آئیگی دولت سے محروم رہیں گے۔ وقار شاید ان کی نظر میں مجروح ہوگا۔ تو ایسے لوگوں سے گذارش ہے کہ ان کی سمجھ میں جو آرہا ہے۔ انسانیت اور قوم کی فلاح نہیں۔ صرف دولت اور چند لوگوں میں غیرت ووقار کے خواہاں ہیں۔ تو وہ ایسے مسائل کو گھر کے دائرے میں

خود کریں۔ مگر یہ لمبے لمبے اشتہار شائع نہ فرمائیں۔ تاکہ ان کا وبال صرف انہیں تک محدود رہے۔ جیساکہ اوپر حدیث گزری۔ اس کے مستحق نہ ہوں (مستحق سوء) کیونکہ اگر یہ ان اشتہارات کو شائع نہ فرمائیں گے تو اگر غلط ہوگا تو لوگ اس سے بچ جائیں گے۔ اور اگر درست بھی ہو تو اس کا پھیلانا فرض ہو۔ اس لیے کہ یہ ایسے مسائل ہیں جن سے قوم کی اصلاح پر اثر پڑتا ہے۔ "قوم بدلتی ہے۔" بدلتی ہی نہیں بلکہ عقیدہ تک بدل دیتی ہے۔ آگے آپ ہی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ سکتے ہیں کہ بہتری اور اچھائی کس میں ہے۔ میرے ذہن و فکر کے اعتبار سے خموشی و سکوت میں دونوں کی سلامتی ہے۔ اور بالخصوص وہ پیر حضرات جو مانند "پیر" ہیں۔ وہ اس سے سبق حاصل کریں۔ ورنہ قیامت میں جو حشر ہوگا اس حشر کا ساتھی غیروں کو نہ بنائیں۔

فاجروں کو سمجھتے ہو تم راہبر
یہ تو خود اپنی منزل سے ہیں بے خبر
ان کے نقش قدم پر چلے تم اگر
سوچ لو ان رہگذاروں سے کیا پاؤ گے

ایسے پیروں کی کیفیت یہ ہے کہ فرائض کو چھوڑنے کے باوجود غلامئ مصطفےٰ کا دم بھرتے ہیں حالانکہ ان میں وہ تمام عیاشیاں موجود ہیں جو ایک عاشق مصطفیٰ میں، غلام غوث میں نہیں اور ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ بہت سے پیروں کو دیکھا گیا ہے کہ حیا اور شراب کے بھی عاشق ہیں اور عورتوں سے کوئی حجاب نہیں۔ رنگینیوں میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بے حیائی سے عار نہیں جلوت میں تو لباس فاخرہ کیساتھ خدا پرست معلوم ہوتے ہیں۔ اور خلوت میں لباس شرافت میں چھپا رہزن اور شہوت پرست ایسے نام نہاد مشائخ کو اپنے سے زیادہ قوم کی پرواہ کرنی چاہیے۔ اگر نہ سنبھلے تو غیروں کے حملے، دوسروں کے حربے ہم پر ہو ہی رہے ہیں ہاں تو پھر قوم ــ قوم بھی اپنے اندر کچھ ایسی خرابیوں کو سموتے ہوئے ہے۔ جس کا بیان تحریر سے باہر ہے۔ کچھ تو ان علماء کی بے عملی کو دیکھ کر اور کچھ نا اہلی سے ــ جب ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ صوم و صلاۃ کی پابندی کرو۔ مروجہ تعزیہ داری کو چھوڑ دو ــ ڈھول تاشے منع ہیں ــ ناچ حرام ہے۔ ماتم کرنا سخت گناہ ہے۔ مزارات پر عورتوں کی حاضری ناجائز ہے۔





قوالی مع ساز حرام ہے۔ شادیوں میں لہو ولعب اور فضول خرچی جرم ہے ختنہ و عقیقہ وغیرہ میں اسراف کرنے والے پر اللہ کا قہر ہے۔ اللہ جلّ جلالہٗ کا ارشاد گرامی ہے۔

ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین

غرباء کی امداد کرو۔ یتیمی و مساکین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ خرافات کی جگہ پر خرچ کرنے کے بجائے قومی و ملی مفاد کے لیے مال و زر کی قربانی پیش کرو۔ نوافل پڑھو۔ قرآن کریم کی تلاوت کرو۔ اچھی باتوں پر عمل کرو۔

لیکن افسوس کہ قوم کو تباہ و برباد کرنے کا نام فلاح و بہبود رکھ لیا گیا ہے۔ بارگاہِ مولیٰ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں انہیں اور سب کو سدھرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

مبصر ــ بدر القادری

امتیازِ حق

"امتیاز حق" نے انگریز سامراجیت کے خلاف برپا کیے گئے جہاد کی تاریخ میں "سید احمد رائے بریلوی اور مولوی محمد اسماعیل دہلوی" کے کارناموں کا دوسرا رُخ بے نقاب کر دیا ہے۔ جس سے اب تک ہم ناآشنا تھے۔ میرا تعلق شخصی طور پر تاریخ کے ان طلبہ کے زمرے سے ہے، جو اس فن کو ایک بے غبار شفاف آئینہ تصور کرتے ہیں اب تک مذکورہ بالا دونوں مرحومین کی حیات اور ان کی جد وجہد کا جو تعارف ہم تک پہنچا تھا، نہیں بلکہ یوں کہیے کہ تمام اردو و فارسی داں دنیا سے گزر کر عالم عربی تک کفار و مشرکین، نصاریٰ اور سکھ قوموں سے جہاد منظم کرنے والوں میں جو نام تاریخ کا زریں باب قرار دیے جاتے تھے۔ اور ہم و شما کیا بڑے بڑوں کے ذہن و افکار پر قرون اولیٰ کے بعد پہلی بار برصغیر میں جن نظریات کے توسط سے حقیقی اسلام رائج ہو رہا تھا۔ افسوس اس کتاب کے مندرجات نے ان لوگوں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے جہاں مصنف نے ہم کو ایک جہان نو دریافت تک پہنچایا ہے اور ناقابلِ انکار دلائل سے ثابت کیا ہے کہ

۱۔ سید احمد رائے بریلوی اور مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے یہ تحریک انگریزوں کی حمایت میں شروع کی۔

۲۔ ان کے ہاتھوں سے اہل سنت مسلمان مارے گئے اور یہ خود نجدیت و وہابیت کے باعث مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔

۳۔ جن لوگوں نے انگریزی حمایت میں تقریریں کیں۔ ان کا مجاہد حریت علامہ فضل حق خیرآبادی جیسے شیر زیاں سے کیا مقابلہ ۔؟

۴۔ یہ بعد کے لوگوں کا غلو، اور اختراع ہے۔ جنھوں نے سید احمد رائے بریلوی اور اسماعیل دہلوی کو جہاد آزادیٔ ہند کا پیشرو بنا ڈالا۔



۵۔ اس کتاب کے مطالعہ نے یہ بھی ثابت کیا کہ منصوبہ بند معتقدین پر انصاف کی حکمرانی نہ ہو تو وہ تاریخ لکھتے نہیں تاریخ گھڑتے ہیں۔ مگر راجہ غلام محمد صاحب سے ہم آشنا اور عرض کریں گے کہ — محترمی! سوا سو صفحے کی یہ آپ کی کتاب جہاں اسلامیان ہند کی دو صد سالہ تاریخ کو پھر سے کھنگالنے کی دعوت دیتی ہے۔ وہیں تاریخ کے قلمکاروں پر طلبہ کے اعتماد کو مجروح بھی کرتی ہے۔ کیوں کہ ہم "امتیاز حق" کے صفحات الٹتے رہے۔ اور بہت بڑی بڑی شخصیات کے تراشیدہ بتوں کے خدوخال موم کی مانند پگھل پگھل کر ڈھیر ہوتے رہے۔ گویا۔ ع۔

روشنی بڑھتی گئی اور تیرگی چھٹتی گئی

سنا تھا محبت اندھی ہوتی ہے۔ مگر تاریخ نگاری کی وادی میں ایسے لوگوں کا کیا کام جو کنبہ پروری اور حسن عقیدت کی رنگ آمیزی سے رائی کو پہاڑ بنا دیں اور وہ مجاہدین اسلام اور ابطال جلیل جنہوں نے اس رزمگاہ میں سر پر کفن سجا کر خالص سربلندی اسلام کے لیے اپنا تن من دھن اور اولاد و وطن کل قربان کر دیا۔ ان کی شان گھٹائیں۔ یہ تاریخ کی خدمت نہیں بلکہ تاریخ کے ساتھ خیانت ہے۔ ایسی قلمی خیانتوں کا انسداد ہونا چاہیے۔ تاکہ یہ فن من گھڑت افسانوں کا مجموعہ نہ بن جائے۔

"امتیاز حق" اس رُخ پر سفر کا اولیں بھرپور قدم ہے۔ خدا کرے ارباب تحقیق کا قافلہ اس طرف جادہ پیما ہو۔

اسلامک اکیڈمی ہالینڈ کے ارکان "امتیاز حق" جیسی تصنیف پر محترم جناب راجہ غلام محمد صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور ان کے قلمی جہاد کی ترقی کے لیے دعاگو ہیں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بقیہ: ماہتاب نبوت کی جلوہ گری

تھے۔ جب یتیموں کی آہ بلند ہوئی بیواؤں کی آہ باب اجابت تو رحمت خداوندی جوش میں آئی۔

تو تشریف لایا وہ نور مجسم فخر آدم و بنی آدم کائنات کا ذرہ ذرہ جس کا منتظر تھا۔ انہیں بے کساں کے آنے سے خاکدان گیتی پر ایک عظیم انقلاب برپا ہوا۔ آنے والا آیا تو امن و آشتی کا پیغام لایا اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ساتھ لایا۔ اور ساری کائنات کے لیے رحمت عالم بن کر آیا۔ رسول مکرم محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے رحمت کی گھٹا چھا گئی توحید کا غلغلہ اٹھا۔ چمنستان دہر میں بہار آگئی۔ آتش کدہ فارس بجھ گیا۔ یعنی یتیم عبداللہ جگر گوشہ آمنہ حکمران عرب و عجم شہنشاہ ذی وقار گلشن ہستی کے اولین فصل بہار شہنشاہ کونین عالم قدس سے عالم امکان میں رحمت اللعالمین کا خطاب لے کر جلوہ افروز ہوئے۔

رحمت کا مزاج یہی ہوتا ہے کہ جہاں دشمنی جاگتی ہو وہاں محبت کرنے کا طریقہ عام کر دیا جائے۔ جہاں خون ہو رہا ہو وہاں عدل و انصاف کا دستور مرتب کر دیا جائے۔ رحمت کا مزاج یہی ہوتا ہے کہ جہاں مصائب و آلام کے کانٹے بچھے ہوں وہیں پر مسرتوں کے پھول بچھا دیئے جائیں۔

تیرے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں
شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

بس

فروزاں ہیں سینہ میں شمع نفس
مگر تاب رفتار کہتی ہے بس

جمال یار کی رعنائیاں بیاں نہ ہوئیں
بہت ہی کام لیا میں نے خوش بیانی سے

★★

ایمرجنسی کا اختلاج زدہ دور — اور حضور مفتی اعظم ہند کی ثابت قدمی

شمر مصباحی

ایمرجنسی اور نس بندی کا مہیب دور تھا۔ جس کی ہولناکی سے پورا ملک تپ لرزہ میں مبتلا تھا۔ نس بندی کا رضا کارانہ عمل جبر وتشدد کے قالب میں ڈھل چکا تھا حامیوں کے لیے کوٹہ پرمٹ، لائسنس وغیرہ کے عطایا تھے۔ حرف گیروں کے لیے حقوق سے دست برداری، ملازمت سے برطرفی اور جیل کی کال کوٹھری کا عذاب تھا۔ علمائے سوء نس بندی کے فیوض وبرکات کا وظیفہ گر دانتے تھے۔ اطباء کرام اس کے فضائل ومحاسن کا خطبہ پڑھتے تھے۔ ڈاکٹر صاحبان اس عمل کو بے ضرر بلکہ مفید صحت ثابت کرنے کے لیے اپنی طب کے اصول مسلمہ میں خودغرضی اور مصلحت کی جزئیات ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے نیتا گاؤں گاؤں پھیری لگاکر اور نس بندی کے کیس بٹور کر اس کے سرٹیفکیٹ سے پیسے کھرا کرتے تھے۔ اعلیٰ افسران میں ایک دوسرے سے بازی مار لے جانے کا انتہا پسندانہ جذبہ کارفرما تھا، پولیس کی ٹولی ایمرجنسی کی برکت سے جس شریف وسفید پوش شہری کو چاہتی جوتوں لاتوں سے خاطر کر کے حوالات میں ڈھکیل آتی۔ غرضیکہ پورے ملک پر خوف ودہشت اور ظلم وبربریت کا عفریت راج کر رہا تھا اور غریب جنتا کا عرصۂ حیات ان دونوں جبڑواں بھائیوں کے ہاتھوں تنگ تھا۔

نس بندی کے عوامل اسلامی احکام وتعلیمات کے معارض تھے اس لیے مسلمانوں کی بے چینی فطری تھی۔ انہیں ایام میں چند ایمان فروش نام نہاد مسلمان بڑی دور کی کوڑی لائے۔ افسران حکومت میں سرخروئی حاصل کرنے کے لیے یہ صلاح دی کہ اگر کچھ ملت کے ٹھیکیدار ہتھے چڑھ جائیں اور انہیں رام کر لیا جائے تو بغیر پھٹکری کے رنگ چوکھا ہو جاتے کیونکہ جب مفتیان ملت اور زعمائے قوم نس بندی کی افادیت اور ضرورت کا اعلان فرما دیں گے تو عام مسلمانوں کو اسے قبول کرنے میں تامل نہ ہوگا۔ چنانچہ اس نسخے کو عجلت کے ساتھ آزمائش شروع کر دی گئی۔ سب سے پہلے ایک مکتب فکر کے ایک معروف و مشہور شیخ کہن سالہ کی ذات والا صفات کو منتخب کیا گیا۔ اور ان موصوف کے روبرو موقف پیش کیا گیا۔ پھر کیا تھا۔ دنیا کے کروڑوں کان تھے اور آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن میں صدا بند حضرت جی کی آواز۔ ایک تو ایمرجنسی اوپر سے نس بندی، یعنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

کالے پر بھجنگ کا جھنڈا بھلا کہاں تک صبر ہوتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تلقین و ترغیب کا سارا جادو خاک میں مل گیا۔ امت اپنے حکیم پر تین حرف بھیجتی رہی اور پھر رفتہ رفتہ نفرت وحقارت کا اکھوا تناور درخت بن گیا۔

مگر وہ افسر ہی کیا جس کے اندر افسران طمطراق نہ ہو۔ چنانچہ افسران کی چیرہ دستیاں بڑھتی گئیں۔ نئے شادی شدہ جوڑے کی نس بندی، کنوارے کنواریوں کی نس بندی بیماروں اور بیواؤں کی نس بندی گور میں پاؤں لٹکائے ہوئے بوڑھوں کی نس بندی گویا ہندوستان ایک کھیت تھا جس میں نس بندی خود رو گھاس کی طرح جمتی اور پھیلتی جا رہی تھی۔

ایمرجنسی اور نس بندی کے انہیں عروج و کمال کے ایام میں لکھنؤ کے اولڈ ودھا یک نواس میں میری ملاقات ریحان ملت حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب سے ہوئی۔ دوران گفتگو مولانا اچانک سنجیدہ ہو گئے اور کہا کہ مجھے بریلی جانا چاہیے۔ نہ جانے حضور مفتی اعظم پر کیا گزر رہی ہو گی۔ میں نے حیرت واستعجاب کے ساتھ پوچھا کہ مولانا ایسی بھی کیا ناشدنی ہے۔ کیا حضور مفتی اعظم پر خدانخواستہ ۔۔۔۔۔۔ مولانا نے جواباً فرمایا کہ حکام کا دباؤ پڑ رہا ہے کہ حضور مفتی اعظم ایک بیان جاری فرما دیں۔ تاکہ اس کی روشنی میں مسلمان کھلے دل سے نس بندی کی افادیت اور ضرورت کے معترف ہو جائیں۔" پھر مولانا نے فرمایا کہ ظاہر ہے کہ مفتی اعظم ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ افسران انہیں گرفتار نہ کر لیں۔

بلاشبہ حضور مفتی اعظم ہند نہ صرف ہندوستان اور برصغیر کے اہلسنت وجماعت بلکہ پورے عالم اسلام کے رہبر کامل تھے۔ آپ کی ذات بابرکات قطعی غیر متنازعہ فیہ تھی۔ یقیناً آپ کا فرمودہ ایک ایک حرف مسلمانانِ عالم کے لیے حرز جان تھا۔ لیکن کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ ایک ایسے بندۂ خدا سے دنیا داری کی امید باندھ لی گئی تھی جو اپنی دنیا کو دین و ملت کے نام کب کا قربان کر چکا تھا۔ جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدا اور رسول کی رضا میں صرف ہوا اور لواطیل کے خلاف سینہ سپر رہنا جس کا شعار رہا ہو یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کا سر جبر و مصلحت کے آگے جھک جاتا۔ میں نے عرض کیا کہ مولانا آپ گرفتاری کا اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ افسران کو حضور مفتی اعظم کے غیر معمولی اور ہمہ گیر اثرات کا بخوبی اندازہ ہے



استنبول کی ایک خوبصورت مسجد

اس لیے گرفتاری کا اقدام کرکے وہ ایک نئی غلطی کا ارتکاب نہیں کریں گے۔ لیکن مولانا ریحان رضا خاں صاحب میرے خیال سے متفق نہیں ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ افسران کی نیت اچھی نہیں ہے۔ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ بریلی جانے کی تیاری کرنے لگے۔

الغرض مولانا ریحان رضا خاں صاحب جو خود بھی اتر پردیش ودھان پریشد میں حکمران پارٹی کے ممبر (ایم۔ ایل۔ سی) تھے۔ بریلی شریف تشریف لے گئے۔ پھر چند روز کے بعد کی آمدہ خبروں سے پتا چلا کہ افسران نے ہر پہلو سے دباؤ ڈالا۔ لیکن مفتی اعظم کی ایک نہیں تو ہزار نہیں۔ اور اُن سارے توقعات پر پانی پھر گیا۔ جو افسران نے سابقہ تجربہ کی بنا پر قائم کر رکھی تھیں۔ چند روز اور گذرے ہوں گے کہ ایک تحریر حضور مفتی اعظم کے قلم حقیقت رقم سے منظر عام پر آئی۔ جس میں نس بندی کے عمل کے غیر فطری اور غیر شرعی ہونے کی مدلل وضاحت کی گئی تھی اور یہ ہدایت بطور خاص فرمائی گئی تھی کہ اس فتویٰ کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شائع کرا کے عامۃ المسلمین کو حکم شرع سے آگاہ کر دیا جائے۔

اگر ایمرجنسی کے اس اختلاج زدہ ماحول کا تصور کیا جائے تو یہ



تحریر ایک لئے، مردِ مجاہد کا قلمی شاہکار قرار پائے گی۔ جو اپنے زندگی کو صرف خدا کی امانت سمجھتا ہو اور جس کا وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر —— پر کامل ایمان ہو۔

یقیناً یہ فتویٰ ہم تک پہنچنے سے پہلے سرکاری میز کی زینت بن چکا ہوگا۔ اور حالات کی سنگینی پر سر جوڑ کر غور بھی ہوا ہوگا۔ لیکن چارۂ کار بھی کیا تھا۔ ارباب حل وعقد کو خوب معلوم تھا کہ مفتیٔ اعظم ہند کو گرفتار کر لینے کے بعد اگر ہندوستان کے سارے سرکاری دفاتر کو جیل خانے میں تبدیل کر دیا جاتا، تبھی حضور مفتی اعظم کے عقیدت مندوں کو ٹھونسنے کے لیے

"جا تنگ ست ومرداں بسیار"

ایسے نمونۂ سلف، عالم باعمل صاف ظاہر پاک باطن، مردِ حق آگاہ کا داعی اجل کو لبیک کہنا، پورے عالم اسلام کا ایک ایسا عظیم سانحہ ہے۔ جس کے اظہار کے لیے الفاظ کا دائرہ تنگ ہے، ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نام پر پورے خلوص کے ساتھ متحد ہو جائیں۔ اور خدا و رسول کو گواہ بنا کر عہد کریں کہ جس طرح مرحوم ومغفور نے باطل قوتوں کے خلاف صف آرا ہو کر انبیاء وصادقین کی سنت کریمہ کا پرچم بلند کیا تھا۔ اسلام کے خلاف جب کبھی طاغوتی طاقتیں سر ابھاریں گی ہم مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی زندگی اور تعلیمات کو زندہ بنا کر سرخروئی کے ساتھ زندہ رہنے کا حق حاصل کریں گے۔ اگر مسلمان اپنے اسلاف کی زندگی کو نمونۂ عمل بنا کر زندہ رہنا چاہتا ہے تو آج بھی فتح ونصرت اور تائید غیبی کی دستک کو دروازوں پر سنا جا سکتا ہے۔ البتہ جبر ومصلحت کے آگے سر ٹیکنے والے اور کل تک

انگریزوں کی غلامی کا دم بھرنے والے اپنی رسوائی کا تماشہ اپنی کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھتے رہیں گے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ شیخ المشائخ حضرت مولانا سید شاہ مختار اشرفی جیلانی سجادہ نشین سرکار اشرفیہ کالالے کچھوچھہ مقدسہ نے پڑھائی۔ یہ بھی حکمت الٰہی ہے اور اس عقیدت بے پناہ کا ثمرہ ہے جو حضور پر نور اعلیحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو سادات کرام سے تھی اگر ارباب بصیرت غور فرمائیں تو اشرفیت۔ و رضویت کا یہ حسین نقطۂ امتزاج ہم سے بھی کسی بات کا تقاضا کرتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

جو لوگ حضرت شیخ المشائخ قبلہ کی حیات مبارکہ سے واقف ہیں۔ انہیں اچھی طرح پتا ہے کہ عہد طفولیت ہی سے آپ پر فضل خداوندی سایہ کناں رہا ہے ٹھیک یہی بات حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ پر صادق ہے اور جو لوگ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے فضل پیدائشی کے معترف ہیں ان کے لیے حضرت شیخ المشائخ کے فضل پیدائش کا اعتراف کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ قدرت نے ایک ولی کامل کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے آپ کو مامور کیا۔

آپ نے تو دنیائے فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی کی راہ لی۔ اور ہاتف غیب کی مژدہ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ——— کا لبیک و سعدیک سے استقبال کیا۔ لیکن امت مسلمہ کی کشتی حیات منجدھار میں ہے۔ اب بھی آپ ہی ——— کے تصرفات روحانی کا پتوار ہی اسے ساحل مقصود سے ہم کنار کرسکتا ہے۔ اب بھی ہمیں مصائب و آلام کی چلچلاتی دھوپ میں آپ ہی کے سایۂ کرم کا سہارا ہے۔ آج بھی ہم بیکسوں کی لاج آپ ہی کے ہاتھ ہے۔

اے رہ نورد عالم بالا چگونۂ
ما بے تو در ہمیم تو بے ما چگونۂ

**

آل انڈیا انعامی تحریری مقابلہ

عناوین

۱۔ امام احمد رضا حدیث نبوی کی روشنی میں
۲۔ 〃 〃 〃 ایک مظلوم اسلامی مفکر
۳۔ 〃 〃 〃 جدید سائنس کی روشنی میں
۴۔ 〃 〃 〃 ایشیا کا عظیم محقق
۵۔ 〃 〃 〃 اوران کے خاندان کا مختصر تعارف
۶۔ 〃 〃 〃 اوران کا جنگ آزادی میں اہم رول
۷۔ 〃 〃 〃 اوران کا آفاقی پیغام
۸۔ مفتی اعظم کا علم فقہ میں مقام
۹۔ 〃 〃 〃 〃 اوران کے تجدیدی کارنامے
۱۰۔ 〃 〃 〃 〃 اور تحریک شدھی
۱۱۔ 〃 〃 〃 〃 اوران کے ہمعصر علماء کا تعارف
۱۲۔ 〃 〃 〃 〃 اوران کے خلفاء کا مختصر تعارف

(بزم کی رکنیت کیلئے ضروری ہے کہ ہر ماہ ۵ روپے ادا کرتے رہیں۔)

شرائط و تنبیہات

۱۔ جو کچھ نقل کیا جائے اسکا حوالہ ضروری ہے (۲) بلا حوالہ کسی کے الفاظ داخل مضمون کرلینا سرقہ ہے (۳) کسی کے بیشتر خیالات بلا حوالہ شامل کرلینا بھی ایک سرقہ ہے (۴) زبان و بیان معیاری دلچسپ اور حشو و زوائد سے خالی ہونا چاہیے (۵) تمہید پانچ سطور سے زیادہ ہرگز نہ ہو۔ اصل موضوع پر بحث کرنی چاہیے (۶) مضامین اردو زبان میں قبول کیے جائیں گے۔ (۷) مضامین کی نقل اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ نتائج کا اعلان بعد رمضان ہوگا۔ مضامین بھیجنے کی آخری تاریخ ۱۵ فروری ہے۔ مضامین بھیجنے کا پتہ:- بزم رضا و کرم عزیزی موضع بمن پورہ پوسٹ کمندیا بلاسپور۔ ضلع رامپور (یو۔ پی)

خبریں

۱۴ راگست کو مدرسہ قادریہ بالنسکوٹرہ میں ایک عظیم الشان شہید کربلا کانفرنس مفتی اعظم اڑلیسہ حضرت علامہ سیدنا شاہ عبدالقدوس صاحب قبلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جلسے کا آغاز حافظ اختر رضا حبیبی صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جناب معین الدین جامی کلکتہ اور جناب عثمان صاحب کھڑگپور نے بارگاہ رسالت و امامت میں نعت و مناقب کے گلدستے پیش کیے خطیب الہند حضرت مولانا حافظ عبیداللہ خاں اعظمی، حضرت مولانا ثناء المصطفیٰ صاحب امجدی، حضرت مولانا سید آل رسول حبیبی، حضرت مولانا شوکت علی بلیاوی کی شہزادہ گلگوں قبا کی سیرت طیبہ اور ان کے مقصد شہادت پر بصیرت افروز تقریریں ہوئیں۔ نقابت کے فرائض حافظ اختر رضا حبیبی نے بحسن خوبی انجام دیئے۔

جشن عید میلادالنبی

بتاریخ ۱۱ر۱۲ر ربیع الاول انجمن فیضان ملت کا بائیسواں عظیم الشان دو روزہ اجلاس مدرسہ فیض العلوم میں منعقد کیا گیا۔ مولانا محمد حنیف صاحب کلکتہ، مولانا سید محب الحق صاحب گونڈہ، مولانا قمرالدین صاحب بلبل بنگال، مولانا طیب علی نعیمی صاحب دیو ا، جابر اختر سلطانپوری، فخر عالم بیاوی ابرار قیصر اورنگ آبادی، منیرالدین دلوگھر۔ وغیرہ نے تقریریں کیں۔ اور نظومات پیش کیے۔

۱۲ر ربیع الاول کو صبح مدرسہ فیض العلوم سے ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا جو جمشید پور کے مختلف محلوں سے گزرتا ہوا دن کے بارہ بجے فیض العلوم کے سامنے وسیع میدان میں پہنچکر اجلاس عظیم میں تبدیل ہوگیا۔ اسی دن مدرسہ فیض العلوم میں موئے مبارک کی زیارت کرائی گئی دوسرے دن کے اجلاس میں علمائے کرام کی تقاریر سے پہلے فیض العلوم کے طلبار نے مختلف زبانوں میں تقریریں کرکے عوام و خواص سے داد و تحسین حاصل کی اور جناب فیض ربانی صاحب کی جانب سے ان طلبار کو بطور انعام گرانقدر کتابیں دی گئیں۔ عربی میں عبدالواحد دلوگھر، فارسی میں عبدالحنان ہزاری باغ، اردو میں اکبر علی گرڈیہہ انگلش میں اظہار عالم بھاگلپور، ہندی میں طیب علی گرڈیہہ اڑیہ میں تنویر عالم اڑلیسہ، اور بنگلہ میں سیف الدین کلکتہ نے تقریر کی۔

المعلن :

ناظم اشاعت (مولانا) نذیر احمد سمبلپوری



ریلیف کی تقسیم کیلئے بھاگلپور میں ادارہ شرعیہ ریلیف سنٹر کا قیام

امن کی بحالی کے لیے مسلمانان بھاگلپور کی طرف سے چند اہم مطالبات

۵ نومبر کو ادارہ شرعیہ کے سربراہ علامہ ارشد القادری ایک نمائندہ وفد کے ساتھ بھاگلپور پہنچے اور انھوں نے وفد کے ساتھ فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ اسپتال میں زخمیوں کو دیکھا اور بعض ریلیف کیمپوں میں بھی گئے۔

۶ بجے شام کو جامعہ شاہ جنگی پیر بھاگلپور میں زیر صدارت علامہ موصوف قرب وجوار کے مسلمانوں کی ہنگامی میٹنگ ہوئی جس میں فساد سے متاثر ہونے والے مسلمانوں کے درمیان ادارہ شرعیہ بہار سلطان گنج پٹنہ سے موصول ہونے والی ریلیف کی تقسیم کے لیے ادارہ شرعیہ ریلیف سینٹر" کے نام سے ایک کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور تقسیم کا مرکز جامعہ شاہ جنگی پیر کو بنایا گیا۔ میٹنگ کی کارروائی مکمل ہو جانے کے بعد شہر اور دیہاتوں موجودہ حالات کا جائزہ لیا گیا۔ بعدہ، قیام امن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل مطالبات منظور کیے گئے۔

مطالبات

۱۔ ملک کے مشہور عالم دین حضرت مولانا سید اشتیاق عالم صاحب ولیعہد سجادہ نشین خانقاہ شہبازیہ بھاگلپور اور دوسرے ذی اثر مسلمانوں کی یکطرفہ گرفتاری پر اپنے غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ انہیں جلد سے جلد غیر مشروط طور پر رہا کیا جائے تاکہ قیام امن کے سلسلے میں وہ لوگ اپنے اثرات کا استعمال کریں۔

۲۔ اس فساد میں مسلمانوں کے قتل وغارتگری کی قیادت کرنے والے موجودہ ایس۔ پی مسٹر دویدی کو گرفتار کر کے اس پر مقدمہ چلایا جائے اور یہ فوراً ممکن نہ ہو تو انہیں جلد سے جلد ہٹایا جائے۔ ورنہ جب تک وہ یہاں رہیں گے۔ قیام امن کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکے گی۔

۳۔ جبتک بھاگلپور اور مضافات کے حالات بالکل اطمینان بخش نہیں ہو جائیں اس وقت تک اس خطہ سے بی۔ ایس۔ الیف کو ہرگز نہ ہٹایا جائے۔

۴۔ اس فساد میں پندرہ سے زائد مسجدیں اور متعدد مزارات شہید کر دیئے گئے ہیں اور وہاں وشو ہند و پریشد کا جھنڈا نصب کر دیا گیا ہے۔ اور بعض بعض مقامات پر ہنومان کا بُت بھی رکھ دیا گیا ہے یہ ساری چیزیں وہاں سے فوراً ہٹائی جائیں ورنہ آگے چل کر استحقاق کا جھگڑا کھڑا ہو جائے گا۔

۶۔ مسلمانوں کی یکطرفہ گرفتاریوں کا سلسلہ فوراً بند کیا جائے اور دیواروں پر جو اشتعال انگیز نعرے لکھے ہوئے ہیں انہیں جلد سے جلد مٹایا جائے۔

۷۔ چنڈہری نام کی بستی میں۔ بی۔ ایم۔ پی کے ذریعہ ایک سو تینتیس مسلمان مرد عورت اور بچے یکجا طور پر قتل کیے گئے ہیں۔ اس کی تحقیقات کے لیے فوراً ایک کمیشن بٹھایا جائے۔ جس میں مسلمانوں کو بھی نمائندگی دی جائے۔

۸۔ سکھ فرقہ کے مقتولین کے لیے جانی و مالی نقصانات کے معاوضہ کا جو چارٹ تیار کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق بھاگلپور اور دوسرے مقامات کے فساد زدہ مسلمانوں کو بھی جانی و مالی نقصانات کا معاوضہ دیا جائے۔

۹۔ فساد زدہ مسلمانوں کے درمیان راحت کاری کام کرنے کے لیے سرکاری ریلیف فنڈ سے ادارۂ شرعیہ بہار سلطان گنج پٹنہ کو بھی معقول حصّہ دیا جائے۔

معین الرحمن خان
سکریٹری ادارۂ شرعیہ ریلیف سنٹر
شاہ جنگی پیر۔ بھاگلپور

فرقہ وارانہ فسادات کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے

کہ ہندی اور انگریزی اخبار بھی چیخ اٹھے

ادارۂ شرعیہ کی طرف سے بھاگلپور کیلئے ریلیف کا اہتمام۔

بھاگلپور میں مسلمانوں پر جو قیامت ٹوٹی ہے اس کی تفصیلات معلوم کر کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں فرقہ وارانہ فسادات کی تاریخ میں یہ بالکل پہلا موقع ہے کہ ظلم و تشدد کے خلاف انگریزی اور ہندی پریس بھی چیخ اٹھے ہیں۔ وہاں کی انتظامیہ پولس اور فرقہ پرستوں نے مل جل کر پوری آزادی کے ساتھ بے لگام درندگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہزاروں مسلمان زندگی کی آسائشوں سے محروم ہو گئے ہیں اور کھلے آسمان کے نیچے دردناک مصائب سے دوچار ہیں۔

اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کے لیے ریلیف کی پہلی قسط لے کر ادارۂ شرعیہ کے سربراہ علامہ ارشد القادری ۵ر نومبر کو صبح ۱۰ بجے مسلم تنظیموں کے نمائندہ وفد کے ساتھ بھاگلپور کے لیے روانہ ہوئے۔

مصیبت کی اس نازک ترین گھڑی میں ہم سارے دردمند مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے مظلوم بھائیوں کے لیے امدادی رقوم اس پتے پر روانہ فرما کر ملی ہمدردی اور اسلامی غمگساری کا ثبوت دیں۔

پتہ یہ ہے :-

ناظم ادارۂ شرعیہ بہار۔ سلطان گنج پٹنہ (بہار)

جان عالم خاں حبیبی، ناظم اعلیٰ ادارۂ شرعیہ بہار

عرس قادری تیغی بحسن و خوبی اختتام پذیر

مظفرپور۔ خانقاہ تیغیہ ماری پور کے زیر اہتمام سیدنا شاہ محمد تیغ علی رحمۃ اللہ علیہ کا اکتیسواں سالانہ عرس مبارک مدرسہ تیغیہ انوار العلوم ماری پور کے وسیع و عریض صحن میں گذشتہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۹ء کو روایتی تقدس و احترام کے ساتھ انعقاد پذیر ہوا۔ خطباء میں قاضی شریعت حضرت علامہ مفتی محمد قاسم براہمی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ بعد نماز مغرب عین وقت وصال مجلس قل شریف کا روحانی کیف و سرور خاص مرکز توجہ تھا تقریبات عرس کا اختتام حضور صاحب سجادہ سرکار سرکاہی شریف استاذ العلماء مخدوم طریقت حضرت علامہ علی احمد صاحب جید القادری کی دعا اور بہ صلاۃ و سلام عمل میں آیا۔

نور عالم اشرفی

خانقاہ تیغیہ ماری پور۔ مظفرپور (بہار)

عرس سرکار نمازی علیہ الرحمۃ

حضور سیدنا الحاج الشاہ محمد نمازی قادری تیغی علیہ الرحمۃ والرضوان کا پہلا عرس مقدس زیر سرپرستی حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ حامد القادری صاحب قبلہ، سجادہ نشین خانقاہ قادری ٹھٹھیاں شریف ضلع مظفرپور شرعی حزم و احتیاط کے ساتھ یکم جنوری ۱۹۹۰ء دوشنبہ مبارکہ کو خانقاہ قادری کے احاطہ نور میں ہو رہا ہے ارباب عقیدت کو شرکت کی پُرخلوص دعوت ہے۔

محمد شمیم رضا مصباحی

خانقاہ قادری ٹھٹھیاں شریف، ڈاکخانہ بلور، ضلع مظفرپور (بہار)



سنی جامع مسجد تھانہ قدیم کی دردمندانہ اپیل

سنی اہل خیر حضرات کو یہ جان کر شاید افسوس ہو کہ چڑیاکوٹ کی جامع مسجد تھانہ قدیم تنگ ہونے کے سبب نماز جمعہ میں کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مسجد سے متصل شمال جانب ایک پختہ فرش بن چکا ہے۔ مگر وہ کھُلا ہے جس کے سبب بارش اور دھوپ کے وقت وہاں نماز پڑھنا ناممکن ہوتا ہے۔ نتیجہ کے طور پر بہت سے نمازی بہک کر دوسرے بدعقیدہ اماموں کی اقتداء میں نماز پڑھنے چلے جاتے ہیں، اس طرح ان کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اہل خیر حضرات توجہ دیں۔ اور خود آدمی بھیجکر معلومات حاصل کر لیں۔ چھت کی تعمیر پر توجہ دیں۔ ترسیل زر کا پتہ:۔

مولانا محمد عبدالمبین نعمانی

امام جامع مسجد تھانہ قدیم چڑیاکوٹ

ضلع مئو، پن نمبر: ۲۷۶۱۲۹

جشن عید میلاد النبی

شہر بکارو اسٹیل سیٹی ضلع دھنباد صوبہ بہار میں ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۹ء بروز شنبہ نہایت تزک واحتشام کے ساتھ بارہویں شریف کے موقع پر جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا گیا۔

بارہویں شریف کے دن میں ہزاروں ہزار کی تعداد میں پرستارانِ توحید نے ایک عظیم الشان جلوس بھی نکالا جسکی قیادت حضرت علامہ غلام حسنین خانصاحب قاضی شہر و خلیفہ حضور مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری اور حضرت علامہ مفتی عبدالستار صاحب قبلہ شیخ الحدیث دارالعلوم حنفیہ غریب نواز نیز حضرت علامہ محمد منظر القادری صاحب قبلہ خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے کی۔

یہ جلوس سیٹی نڈیہہ سے چلکر شہر کی عام شاہراہوں سے گزرتا ہوا اُگر یڈ بستی شاہ دین محمد علیہ الرحمہ کے مزار شریف کے احاطہ میں پہنچکر جلسہ میں تبدیل ہو گیا۔ جہاں شہر کے باوقار علماء کرام نے جلسہ کو مخاطب فرمایا۔ اور تقریباً ایک بجے صلاۃ وسلام اور دعا پر جلسہ وجلوس کا اختتام ہوا۔

مرسلہ

محمد ابوالکلام رضوی قادری

سکریٹری مدرسہ اہلسنت گلشن رضا احمد نگر ڈومرو۔ بکارو اسٹیل سیٹی نمبر ۱۱۔ ضلع دھنباد

تذکرۂ خلفائے مفتی اعظم

حضور مفتی اعظم ہند نوری بریلوی قدس سرہ، کے خلفاء کا ایک جامع تذکرہ زیر ترتیب ہے۔ جس کے لیے نام ونسب اور مکمل پتہ، جائے پیدائش وتاریخ پیدائش، ابتدائی تعلیم سے لیکر انتہائی تعلیم تک تفصیلی ذکر تدریسی خدمات وتصانیف، اساتذہ کرام، زندگی کا اہم کارنامہ، بیعت وخلافت نیز مسند خلافت کی نقول، شعر وسخن موجودہ مشغلہ، اپنے مشہور خلفاء و تلامذہ، عقد شریف اولاد وامجاد اور جو وفات پا چکے ہوں ان کے انتقال کی تاریخ اور ان کی تفصیلی کیفیت وغیرہ ضروری ہیں۔ یہ تذکرہ رضا اکیڈمی بمبئی کے زیر اہتمام شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

مراسلت کا پتہ

محمد شہاب الدین رضوی الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم۔ رام پور (یو۔پی)

یاد اعلیحضرت

دارالعلوم امام احمد رضا بمبئی میں ہر ماہ کی ۲۵ رویں شب کو یاد اعلیحضرت منایا جاتا ہے۔ ۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ کو حسب سابق جلسہ منعقد ہوا جس میں فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد اشرف رضا صاحب قادری قاضی شریعت ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر نے

شہزادۂ عید الاسلام حضور برہان ملت اور شہزادۂ صدر الشریعہ علامہ عبد المصطفیٰ ازہری علیہما الرحمۃ والرضوان کی سیرت و خدمات پر روشنی ڈالی۔ صلاۃ وسلام اور ہدیۂ ایصال وثواب اور قاضی شریعت کی دعاؤں پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

محمد ریاض حنفی۔ محمد نذیر شافعی
متعلم دار العلوم امام احمد رضا
بمبئی نمبر ۸۔ مدینہ مسجد بائیکلہ بمبئی

تذکرہ حضور مفتی اعظم ہند

آفتاب ولایت، ماہتاب ہدایت عارف باللہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و خدمات پر مشتمل مفکر اسلام حضرت علامہ محمد قمر الزماں صاحب اعظمی مصباحی کی تقریر اور قاضی شریعت حضرت علامہ مفتی محمد اشرف رضا صاحب قادری مصباحی کا مضمون کتابی شکل میں دار العلوم امام احمد رضا بمبئی نے شائع کیا ہے۔ اہل ذوق حضرات ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کریں۔

ناظم نشریات
دار العلوم امام احمد رضا بمبئی
مدینہ مسجد موسیٰ قلعدار اسٹریٹ
ہنس روڈ بائیکلہ بمبئی نمبر: ۱۱

قضاء عمری، قضا نمازوں کی ادائیگی کی آسان ترکیب

قضا نمازوں کی ادائیگی کی آسان ترکیب کا مضمون طغرہ نما اشتہار کی شکل میں کبھی چھپ چکا ہے اسے آپ دفتر دار العلوم امام احمد رضا بمبئی مدینہ مسجد موسیٰ قلعدار اسٹریٹ ہنس روڈ بائیکلہ بمبئی نمبر ۱۱ سے پچاس پیسے کا ڈاک ٹکٹ بھیجکر مفت حاصل کریں۔ اور فریم کراکے مساجد وخانقاہ اور عوامی اداروں کے دفتر میں لگائیں۔ اس اشتہار کو اہل ثروت حضرات زیادہ سے زیادہ تعداد میں چھپوا کر مسلمان بھائیوں تک پہنچائیں۔ جو نہ چھپوا سکیں اس کا زیروکس کرا کر تقسیم کریں۔ تاکہ لوگ اس سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوسکیں۔ اس کی نیگیٹو کاپی محفوظ ہے۔ لہٰذا جو لوگ اس کی اشاعت کی خواہش رکھتے ہوں تو دار العلوم امام احمد رضا بمبئی کے پتہ پر خط لکھ کر معلومات حاصل کریں

ناظم نشریات
دار العلوم امام احمد رضا بمبئی ۱۱

قاضی میٹر تا کو صدمہ

۱۵ اکتوبر ۸۹ء قاضی میٹر تا شہر مولانا قاضی محمد قاسم صاحب کے برادر اصغر محمد شبیر صاحب کا اچانک انتقال ہوگیا۔ مرحوم کی عمر ۳۰ سال تھی۔ مرحوم کے لیے ادارہ کی جانب سے ایصال ثواب کرایا گیا اور دعائے مغفرت کیگئی۔

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ صاحب ازہری شہزادہ صدر الشریعہ کا وصال

کراچی۔ عالم کے مایہ ناز عالم دین دار العلوم امجدیہ کے شیخ الحدیث اور پاکستانی پارلیمنٹ کے سابق ممبر شہزادہ صدر الشریعہ حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری صاحب کا اکتوبر کے تیسرے ہفتہ میں وصال ہوگیا۔ ادارہ کی جانب سے ایصال ثواب کرایا گیا۔ اور حضور علامہ اختر رضا خاں ازہری نے تعزیتی پیغام ارسال کیا۔

کتاب "بلبل سند[illegible]"

مولانا سید زین [illegible] العابدین صاحب
حضرت قاضی [illegible] دوست محمد صدیقی
علیہ الرح[illegible] [illegible]ہ والرضوان کی سیرت پر

"بلبل سندھ" نامی کتاب مرتب کر رہے ہیں ۔ احباب معلومات روانہ کریں ۔

عید میلاد النبی و جلوس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

دار العلوم اہل سنت مدرسہ عربیہ نور الاسلام محلہ عظیم باغ پلپھرا روڈ کی جانب سے مورخہ ۱۳ ر اکتوبر مطابق ۱۲ ر ربیع الاول شریف ۱۴۱۰ھ کو دو روزہ عظیم الشان جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا ۔ اور ۱۴ ر اکتوبر بروز ہفتہ ۱۹۸۹ء کو جلوس محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم پیمانہ پر نکالا گیا ۔

خاکپائے رضا محمد بدر الدین احمد القادری نیپالی خادم دار العلوم مدرسہ عربیہ نور الاسلام محلہ عظیم باغ بلبقرا روڈ بلیا ۔ (یو ۔ پی)

کتب خانہ اشاعت الاسلام کی لاپرواہی

یہ کتب خانہ سنی علماء کی کتابوں نیز قرآن کریم کی اشاعت میں بڑی غلطیاں کرتا ہے ۔ اس نے ترجمہ قرآن کنز الایمان و تفسیر خزائن القرآن میں ص۲۲ پر کہیں بھی اعلیحضرت و صدر الافاضل کا نام نہیں لکھا ہے احباب احتجاج کریں ۔

محمد اسلم عزیزی بنگلور

عرس مفسر اعظم

۱۱ ر صفر کو حضور مفسر اعظم علیہ الرحمہ کا عرس مبارک حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب کے دولت کدہ پر منعقد ہوا ۔ جس میں حضور علامہ اختر رضا خانصاحب قبلہ ازہری اور سبھی مدارس کے علماء و طلباء و شہر و نواح کے سنیوں نے شرکت کی ۔ بعد قل و لنگر تقسیم ہوا اور احباب کی دعوت بھی ہوئی ۔

جشن میلاد مصطفیٰ

۱۲ ر ربیع الاول : ہر سال کی طرح اس سال بھی حضور علامہ اختر رضا خاں صاحب کی طرف سے سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے دولتکدہ پر جشن میلاد مصطفیٰ منعقد ہوا ۔ جس میں شہر کے سبھی میلاد خوانوں اور ممتاز علماء نے حصہ لیا ۔ ہزاروں عوام نے شرکت کی ۔ لنگر و شیرینی تقسیم کی گئی ۔

دسواں عرس اعلیحضرت

سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل کی طرف سے برطانیہ اور افریقہ میں عرس اعلیحضرت منایا گیا ۔

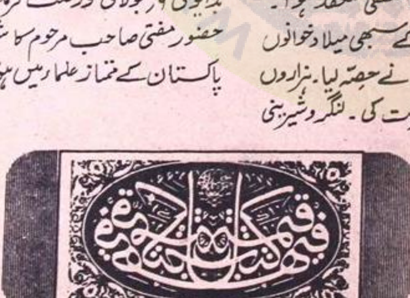
جانشین مفتی اعظم کی عمرہ کو روانگی

جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ ۲۷ ر نومبر کو اہلیہ محترمہ و صاحبزادہ عسجد رضا خانصاحب کے ہمراہ عمرہ کو روانہ ہو رہے ہیں ۔ واپسی وسط دسمبر تک ہوگی ۔

منیجر سنی دنیا

حضرت مفتی عزیز احمد صاحب کا انتقال پر ملال

لاہور ۔ تاخیر سے خبر موصول ہوئی کہ حضرت مفتی عزیز احمد صاحب بدایونی ۶ ر جولائی کو رحلت فرما گئے ۔ حضور مفتی صاحب مرحوم کا شمار پاکستان کے ممتاز علماء میں ہوتا تھا ۔



جالنہ میں اے۔آر۔ایم ایس کا قیام

جالنہ میں ۱۲ ستمبر ۱۹۸۹ء بعد نماز عشاء دفتر انجمن ایک میٹنگ زیر صدارت سرپرست انجمن رضائے مصطفےٰ جالنہ حضرت مولانا محمد فاضل رضوی القادری بریلوی منعقد ہوئی۔ اس انجمن کے تحت قائم ہونے والے دارالعلوم گلشن رضا" جالنہ کے تعلق سے ایک میٹنگ تشکیل دی گئی اس کا نام اے آر۔ ایم۔ ایس رکھا گیا۔ اس کے عہدیداران وممبران کے اتفاق رائے سے عمل میں آیا۔ اے۔ ایم ایم۔ الیس "انجمن رضائے مصطفیٰ" کی ہی ایک شاخ ہے۔ اس انجمن کی مجلس عاملہ کے سرپرست فخر ملت مولانا محمد فاضل رضوی القادری بریلوی ہیں۔ نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے مولانا موصوف نے کہا کہ یہ اے۔ آر۔ ایم۔ الیس کے قیام کا مقصد صحیح اسلامی فکر کو نوجوان نسل کی زندگی میں جاری کرنا ہے تاکہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو داخلی وخارجی خطرات سے محفوظ رکھنے کی خاطر اپنی بہترین توانائیاں صرف کرسکیں۔ دین حق کی کی حفاظت، اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کی جو ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں۔ ان ذمہ داریوں سے بطور احسن عہدہ برآ ہوسکیں۔

معاشرت کو صالح بنانے میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔ ملت اسلامیہ اور وطن عزیز کو ان کی بہترین صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔ ان کا صحیح استعمال کرسکیں امر بالمعروف نہی عن المنکر کے فرائض کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف رہیں۔ ان میں مقاصد کی عظمت پر اپنے جان قربان کرنے کا حسینی جذبہ بیدار ہوجائے۔

بعدازیں اے۔ آر۔ ایم۔ الیس کے نوجوان صدر جناب سیّد ابرار خاں صاحب نے اپنی تقریر میں نوجوانوں سے کہا کہ ان بحرانوں سے اسلام اور انسانیت کو محفوظ رکھنے کی خاطر ضروری ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھال لیں۔ ہم اپنی عقیدت اور محبت کے مرکز و محور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور اسلام کا جو پیغام اولیائے کرام کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے اس پر نہ صرف یہ خود عمل کریں بلکہ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہوکر اسے ملک کے کونے کونے میں پہنچا دیں تاکہ ہمارا ملک امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے۔

ہمارا اولین مقصد جالنہ میں دارالعلوم گلشن رضا و مفتی اعظم ہند یونیورسٹی قائم کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب پاک کے صدقے وطفیل میں ہم کو اپنے ان مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

میٹنگ میں نوجوانوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ حاضرین کا شکریہ صدر انجمن قاضی سید مختار احمد صاحب نے ادا کیا۔ میٹنگ کا اختتام صلوٰۃ و سلام فاتحہ و دعا پر ہوا۔

مرسلہ

فاروق الٰہی خاں سکریٹری نشرواشاعت۔ اے۔ آر ایم۔ الیس۔ جالنہ



سیوان میں ۱۲ ربیع الاول شریف اور ایک مثالی جلوس

سیوان: ۱۴ اکتوبر کی شب ناظرین کی نگاہ محسوسات میں سیوان شہر جنت نشاں بنا ہوا تھا۔ تمام مسجدیں جھنڈیوں اور فانوسوں سے اس طرح آراستہ کی گئی تھیں کہ جس سے یوم ولادت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی دھوم دھام کا اظہار ہو رہا تھا۔

دس بجے رات کے بعد شہر کی اکثر مسجدوں میں جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروگرام صبح ۴ بجے تک چلتے رہے اور پورے شہر میں لاؤڈ اسپیکر کے کنکشن پھیلے ہوئے تھے۔ تمام مسجدوں کے صلاۃ وسلام کے بعد معمار ملت حضرت علامہ الحاج مولانا شبیہ القادری صاحب بانی و شیخ الحدیث مدرسہ غوث الوریٰ عربی کالج نے سوا چار بجے صبح میں گیارہویں شریف کی مسجد میں دعا فرمائی۔ جس پر پورے شہر کے اہل سنت آمین کہتے تھے گویا ۱۲ ربیع الاول شریف کو رحمت و نور کی ایسی برسات ہو رہی تھی جس کے تصورات کی نگاہ سے لوگ دیکھ بھی رہے تھے۔

صبح ۸ بجے معمار ملت مولانا شبیہ القادری صاحب کی قیادت میں مدرسہ محیی العلوم گولی سے طلباء اور عوام کا ایک بے مثال اور شاندار جلوس نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت کی گونج میں نکلا اور یہ جلوس حمد و نعت کے ترانے کے ساتھ مختلف شاہراہوں سے گزرتا ہوا غوث الوریٰ عربی کالج پہنچا۔ جہاں معمار ملت نے اس جلوس کو سلام و دعا پر تمام کر کے اس عنوان کے تحت "یہ بات نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ ایک نشریہ پیغام دے کر سارے اہل سنت کو مبارکباد پیش کی۔

المعلن:
محمد شمشاد علی غوثی
غوث الوریٰ عربی کالج

برہانپور میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

برہانپور میں اپنی سابقہ روایات کے مطابق نہایت ہی تزک و احتشام سے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا گیا۔

مورخہ ۱۳، ۱۴ اکتوبر بروز جمعہ سنیچر آل انڈیا تبلیغ سیرت مومن پورہ شاخ برہانپور کے زیر اہتمام عظیم الشان جلسہ وعظ منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا اخلاق احمد صاحب جیبی، عبد المصطفیٰ آفندی اشرفی نے سیرت پاک پر بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

۱۲ ربیع الاول کو صبح ۹½ بجے شہر کے تمام مدرسوں، دینی اداروں اور تنظیموں کے جلوس دفتر آل انڈیا تبلیغ سیرت پر جمع ہوئے۔ آل انڈیا تبلیغ سیرت کے پرچم تلے پھر جلوس عید میلاد النبی شاندار طریقے پر نکلا۔ جلوس میں شریک ہزاروں مسلمانوں نے ہندوستانی مسجد میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

المشتہرین: اراکین آل انڈیا تبلیغ سیرت مومن پورہ شاخ
برہانپور (ایم۔پی)

اشرفیہ کلینڈر ۱۹۹۰ء

حسب سابق امسال بھی اشرفیہ کلینڈر ۱۹۹۰ء چھ صفحات پر مشتمل نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ ایجنٹ حضرات جلد از جلد آرڈر بھیج کر اپنی کاپیاں محفوظ کرا لیں۔ ورنہ گذشتہ سال کی طرح بعد میں محرومی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

انشاء اللہ تعالیٰ نومبر ۱۹۸۹ء کے پہلے ہفتے میں کلینڈر چھپ کر آجائیگا۔

ماہنامہ اشرفیہ پابندی کے ساتھ ہر ماہ شائع ہوتا ہے۔ سالانہ خریداری صرف ۳۰/= روپے ہے۔

پتہ:- منیجر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ (یو۔پی) ۲۷۶۴۰۴

الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سٹی میں یوم رضا کا انعقاد



مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۸۹ء بروز بدھ بموقع عرس پاک امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی زیر اہتمام الجامعۃ الرضویہ پٹنہ، زیر صدارت حضرت مولانا انصار الحق نوری صدر انتظامیہ کمیٹی جامعہ ہٰذا زیر نظامت حضرت مولانا نذیر القادری مصباحی نائب صدر المدرسین جامعہ ہٰذا ایک عظیم جشن بنام "یوم رضا" نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔

صبح آٹھ بجے عزیزی حافظ بدر الزماں دربھنگوی کی تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ کلام الٰہی سے برکتیں حاصل کرنے کے بعد بارگاہِ رسالت میں عقیدت کے ہار پھول کے ساتھ ساتھ بارگاہ اعلیٰحضرت میں نذرانۂ خلوص کے گلدستے، عزیزی مولوی منہاج الدین ہزاری باغوی، مولوی خوشنود اختر بھاگلپوری، مولوی حافظ بدر الزماں نے پیش کیے طلبہ میں مولوی خوشنود اختر بھاگلپوری مولوی امام علی نیپالی نے اعلیٰحضرت کی سیرت و کردار پر سیر حاصل گفتگو کی لبعدہٗ، حضرت مولانا نذیر القادری مصباحی نقیب جلسہ نے اعلیٰحضرت کی حیات و خدمات پر مختصر تقریر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی اپنے پوری زندگی احقاق اور ابطال باطل میں صرف کرتے رہے۔ انھوں نے اعلیٰحضرت کے عشق رسول کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ صرف عاشق رسول ہی نہیں سراپا عشق تھے جو ان سے قریب ہوا عشق والا ہوگیا۔

جلسہ کا اختتام صدر جلسہ کے ساتھ کلمات کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پر ہوا۔

المعلن:

(مولانا) علی مظفر مصباحی

مدرس جامعہ ہٰذا

انجمن غلامان رسول بارہ بنکی کا عظیم الشان جشن عید میلاد النبی

انجمن غلامان رسول کا عظیم الشان پرشکوہ جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی تمام سابقہ امتیازی روایات کے ساتھ ۱۱ ربیع الاول کی شب میں بعد نمازِ عشاء بمقام فضل الرحمان پارک محلہ کٹرہ بارہ بنکی میں نہایت احترام و عقیدت سے منایا گیا۔ جس میں مندرجہ ذیل خطباء و شعراء نے شرکت فرمائی۔ اور ہزاروں سامعین و حاضرین کو محظوظ و مسرور کیا۔

الحاج حضرت نسیم بستوی، مولانا جمیل احمد، شمیم یار علوی، مولانا غلام حسین صاحب اعظمی، مولانا امتیاز احمد احمد صاحب اعظمی، رئیس احمد صاحب مولانا قاری ضیاء محمد صاحب ٹانڈوی قاری کلیم سلطان پوری، قاری قیصر کانپوری، ڈاکٹر کوثر مسولوی۔

آغاز اجلاس ۹ بجے رات کو ہوا اور بہت ہی کامیابی و ذوق و شوق کے ساتھ اذان فجر تک جاری رہا۔ ۵ بجے صبح صلوٰۃ و سلام اور دعاء پر اختتام پذیر ہوا۔ علامہ نسیم بستوی سربراہِ اعلیٰ انصار العلوم بارہ بنکی نے صدارت اور مولانا ضیاء محمد صاحب رضوی استاذ مدرسہ انصار العلوم نے نظامت کے فرائض انجام دیتے۔ (کمال الدین انصاری)

